25

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

21 تا 27 محرم الحرام 1448ھ/7 تا 13 جولائی 2026ء

اس شمارے میں

ایران، امریکہ مذاکرات:
جنگ کا وقفہ یا مشرقِ وسطیٰ کے.....

واقعۂ کربلا سے حاصل
ہونے والے 10 اسباق

بوجھ

......خداؤں کی زد میں ہوں!

دل اگر اس خاک میں
زندہ و بیدار ہو

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

دشمن نہیں بدلتے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازدار نہ بنانا' یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی) کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح بھی ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔ دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو' حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں' ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں۔ (ان سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ۔ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔ اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر تم تکلیفوں کی برداشت اور (ان سے) کنارہ کشی کرتے رہو گے تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔'' (آل عمران: 118 تا 120)

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان اہل کتاب کو اپنا رازدار نہ بنائیں' کیونکہ ان اہل کتاب کی تو کیفیت یہ ہے کہ یہ تو مسلمانوں کی تکلیف و پریشانی کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں' زبانوں سے نفرت کی چنگاریاں نکلتی اور سینے غم و غصے سے کھولتے رہتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ جنون غیظ و غضب میں اپنی انگلیاں تک کاٹ لیتے ہیں۔ ہاں اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آ جائے اور انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو پھر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مومن بندوں کو دشمنوں کے مکر و فریب سے محفوظ رکھتا ہے' اور اگر مومنین صبر و تقویٰ کی راہ اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہر خطرے سے بے پرواہ کر دیتے ہیں۔

یہ طویل اور مفصل ہدایت اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ ابتدائے اسلام میں اسلامی جماعت اہل کتاب کی طرف سے کس قسم کی دسیسہ کاریوں کا شکار تھی اور فریب دہی سے مسلمانوں کو کس قدر اذیت برداشت کرنی پڑ رہی تھی' جس کی بناء پر قرآن نے ان سے بالکلیہ مقاطعے کا حکم دے دیا اور مسلمانوں کو جاہلی دور کے تمام گزشتہ روابط توڑ ڈالنے کی ہدایت کر دی۔ یہ ہدایت ہر دور کے مسلمانوں کے لیے ہے' کیونکہ مسلمانوں کے دشمن ہر دور میں ایک ہی ہیں' صرف ان کی دشمنی کے طریقے بدلتے ہیں' دشمن نہیں بدلتے!

سید قطب شہیدؒ
فی ظلال القرآن

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں
کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1189

دعوتِ حق کے راستے میں صبر واستقامت کی اہمیت

سُوۡرَۃُ لُقۡمٰنَ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:17

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَانۡہَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿ۚ۱۷﴾

آیت:۱۷ ﴿یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ﴾ ’’اے میرے بچے! نماز قائم کرو‘‘

نماز اللہ کے ذکر کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ نماز کی اقامت یا پابندی سے مقصود بنیادی طور پر یہی ہے کہ اللہ پر ایمان کی کیفیت کو ہر وقت مستحضر رکھا جائے‘ ورنہ انسان کا نفس اُسے غلط راستے پر ڈال دے گا اور شیطان اُسے ورغلانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

﴿وَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَانۡہَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ﴾ ’’اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو‘‘

یہ اُن کی چوتھی نصیحت ہے۔ انسانیت کی سب سے بڑی خدمت جو کوئی انسان سرانجام دے سکتا ہے، وہ یہی ہے کہ وہ معاشرے میں رہتے ہوئے بھلائی کا پرچار کرے اور برائیوں سے لوگوں کو روکے۔

﴿وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ ؕ﴾ ’’اور جو بھی تکلیف تمہیں پہنچے اُس پر صبر کرو!‘‘

یہ گویا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عمل کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہے۔ اس لیے کہ حق ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے‘ اپنے اعمال اور رویے پر تنقید کسی کو بھی پسند نہیں۔ چنانچہ جب آپ حق کی بات کریں گے‘ تو لوگ آپ کو برا بھلا بھی کہیں گے اس لیے اگر آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا علم بلند کر کے حق کا راستہ اپنانا ہے تو پھر آپ کو صبر کرنا بھی سیکھنا ہوگا اور مشکل سے مشکل حالات میں استقامت کا مظاہرہ بھی کرنا ہوگا۔

﴿اِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۷﴾﴾ ’’یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔‘‘

غور کریں تو حضرت لقمانؑ کی ان چار نصیحتوں میں وہی چار باتیں ایک دوسرے انداز میں بیان ہوئی ہیں جن کا ذکر سورۃ العصر میں آیا ہے۔ سورۃ العصر میں یہ باتیں یوں بیان ہوئی ہیں: ﴿اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾﴾ ’’سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے‘ انہوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔‘‘ گویا دونوں مقامات پر استعمال ہونے والی اصطلاحات اگرچہ مختلف ہیں لیکن مضمون ایک ہی ہے۔

اپنے ایمان کی حفاظت کریں!

درس حدیث

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((بَادِرُوا بِالۡأَعۡمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيۡلِ الۡمُظۡلِمِ، يُصۡبِحُ الرَّجُلُ مُؤۡمِنًا، وَيُمۡسِي كَافِرًا، أَوۡ يُمۡسِي مُؤۡمِنًا، وَيُصۡبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنۡيَا)) (جامع الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اعمالِ صالحہ میں جلدی کرو، قبل اس کے کہ وہ فتنے ظاہر ہو جائیں جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے (اور ان فتنوں کا اثر یہ ہوگا کہ) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اُٹھے گا اور شام کو کافر بن جائے گا، اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کفر کی حالت میں اُٹھے گا، نیز اپنے دین کو دنیا کی تھوڑی سی متاع کے عوض بیچ دے گا۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

21 تا 27 محرم الحرام 1448ھ جلد 35
7 تا 13 جولائی 2026ء شمارہ 25

مدیر مسئول: شجاع الدین شیخ
مدیر اعزازی: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: سکریٹری دین حق ٹرسٹ لاہور
مطبع: آر آر پرنٹرز، سگیاں روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایران، امریکہ مذاکرات: جنگ کا وقفہ یا مشرقِ وسطیٰ کے نئے نقشے کی تمہید؟

مشرقِ وسطیٰ ایک بار پھر تاریخ کے ایسے نازک موڑ پر کھڑا ہے جہاں بظاہر سفارت کاری کی مسکراہٹیں دکھائی دیتی ہیں، لیکن ان کے پسِ پردہ طاقت، مفادات اور غلبے کی وہی پرانی کشمکش پوری شدت سے جاری ہے۔ ایران اور امریکہ کے درمیان جاری مذاکرات کو عالمی ذرائع ابلاغ ''امن کی طرف پیش رفت'' قرار دے رہے ہیں، لیکن اگر اس پورے عمل کو گزشتہ نصف صدی کی تاریخ، امریکی خارجہ پالیسی، صہیونی ریاست کے اسٹریٹیجک اہداف اور اُمتِ مسلمہ کی مجموعی صورتِ حال کے تناظر میں دیکھا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی یہ مذاکرات خطے میں امن کی نوید ہیں، یا محض ایک ایسا وقفۂ جنگ جس کے بعد مشرقِ وسطیٰ کا جغرافیہ مزید تبدیلیوں سے دوچار ہونے والا ہے؟

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ امریکی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد ہمیشہ اپنے عالمی غلبے کو برقرار رکھنا رہا ہے۔ اصول، انسانی حقوق اور بین الاقوامی قوانین اکثر اس کے لیے ذرائع رہے ہیں، مقاصد نہیں۔ جہاں اس کے مفادات نے تقاضا کیا، وہاں وہ انہی اصولوں اور 'جمہوریت' کی پاسداری کا علم بردار بنا، اور جہاں یہی اصول رکاوٹ بنے، وہاں انہیں نظرانداز کرنے میں کوئی تامل نہ کیا گیا۔ عراق پر حملہ، افغانستان کی دو دہائیوں پر محیط جنگ، لیبیا کی تباہی، شام میں مداخلت اور غزہ میں اسرائیلی کارروائیوں کی غیر مشروط حمایت اسی حقیقت کی مظہر ہیں۔

ایران کے ساتھ امریکہ کے تعلقات بھی اسی حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں۔ 1979ء کے ''اسلامی انقلاب'' کے بعد سے دونوں ممالک مسلسل ایک دوسرے کے حریف رہے ہیں۔ معاشی پابندیاں، سفارتی دباؤ، خفیہ کارروائیاں، سائبر حملے، جوہری پروگرام پر تنازع اور پراکسی محاذ آرائیاں اس کشمکش کا حصہ رہی ہیں۔ لیکن اس تمام عرصے میں یہ حقیقت کبھی تبدیل نہیں ہوئی کہ امریکہ کی اولین ترجیح اسرائیل کی سلامتی اور مشرقِ وسطیٰ میں اپنی بالادستی رہی ہے۔ اسی پس منظر میں موجودہ مذاکرات کو دیکھنا ناگزیر ہے۔

بعض مبصرین کے نزدیک حالیہ مذاکرات اس بات کی علامت ہیں کہ دونوں فریق ایک طویل اور مہنگی محاذ آرائی سے نکلنے کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔ ایران شدید معاشی دباؤ، پابندیوں اور علاقائی کشیدگی سے دوچار ہے، جبکہ امریکہ بھی چین کے بڑھتے ہوئے عالمی کردار، یوکرین کے بحران اور اندرونی سیاسی دباؤ کے باعث ایک اور طویل جنگ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دونوں نے تصادم کے بجائے سفارت کاری کا راستہ اختیار کیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا امریکہ کی حکمتِ عملی واقعی تبدیل ہوگئی ہے؟

تاریخ اس سوال کا جواب نفی میں دیتی ہے۔ امریکہ نے ماضی میں بھی متعدد مخالف ریاستوں کے ساتھ مذاکرات کیے، مگر ان مذاکرات کا مقصد ہمیشہ مستقل مفاہمت نہیں بلکہ اپنے اسٹریٹیجک مفادات کا تحفظ رہا۔ چنانچہ صرف مذاکرات کا آغاز اس بات کی دلیل نہیں کہ کشیدگی ختم ہوگئی ہے، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ مذاکرات آئندہ مرحلے کی تیاری کا حصہ ہوں۔

دوسری جانب ایران کی موجودہ حکمتِ عملی بھی غور طلب ہے۔ برسوں تک ''مزاحمت'' کو اپنی خارجہ پالیسی کا بنیادی ستون قرار دینے والی ایرانی قیادت آج پھر امریکہ سے براہِ راست یا بالواسطہ مذاکرات پر آمادہ ہے۔ ایرانی حکومت اس فیصلے کو قومی مفاد، اقتصادی استحکام اور جنگ سے اجتناب کی حکمتِ عملی قرار دیتی ہے۔

تاہم امتِ مسلمہ کے ایک بڑے حلقے میں اس پیش رفت کو مختلف زاویے سے دیکھا جا رہا ہے۔ ان کے نزدیک یہ وہ ایران نہیں رہا جو کبھی ''امریکہ مردہ باد'' کو اپنی خارجہ پالیسی کا مستقل عنوان سمجھتا تھا، بلکہ اب وہی ریاست انہی قوتوں کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھی ہے جنہیں وہ خطے کی تمام خرابیوں کا اصل ذمہ دار قرار دیتی رہی ہے۔ اس زاویۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ مذاکرات ایک نظریاتی پسپائی یا کم از کم ایک بڑی سیاسی لچک کی علامت محسوس ہوتے ہیں۔

یہاں یہ نکتہ بھی ملحوظ رہے کہ ریاستیں اکثر نظریاتی نعروں کے بجائے زمینی حقائق، عسکری توازن، معاشی دباؤ اور سفارتی امکانات کی بنیاد پر فیصلے کرتی ہیں۔ اسی لیے بعض تجزیہ نگار ایران کے اس اقدام کو ''ہتھیار ڈالنا'' نہیں بلکہ مجبوری پر مبنی اسٹریٹیجک فیصلہ قرار دیتے ہیں، جبکہ دوسرے اسے امریکہ اور اسرائیل کے دباؤ کے سامنے جھکنے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس اختلافِ رائے کو سمجھنا ضروری ہے، کیونکہ یہی موجودہ بحث کا مرکزی نکتہ ہے۔

مذاکرات کا نتیجہ اگر صرف یہ نکلتا ہے کہ ایران اپنے جوہری اور عسکری پروگرام پر مزید پابندیاں قبول کر لے، علاقائی اثر و رسوخ محدود کر دے اور بدلے میں چند معاشی رعایتیں حاصل کر لے، جبکہ دوسری طرف اسرائیل غزہ، مغربی کنارے اور لبنان میں اپنی کارروائیاں جاری رکھے، غزہ اور مغربی کنارے میں مسلمانوں کی نسل کشی کرتا رہے، مسجدِ اقصیٰ کو شہید کر کے (معاذ اللہ) تھرڈ ٹیمپل کی تعمیر اور گریٹر اسرائیل کے قیام کے ابلیسی منصوبوں پر عمل درآمد جاری رکھے تو پھر یہ کہنا مشکل ہو گا کہ یہ مذاکراتی عمل پورے خطے میں منصفانہ امن کی بنیاد رکھتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ اندیشہ برقرار رہے گا کہ طاقت کا توازن مزید اسرائیل کے حق میں جھک جائے۔

یہی وہ نکتہ ہے جسے امتِ مسلمہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑی طاقتیں مذاکرات کو ہمیشہ اپنی حکمتِ عملی کے ایک مرحلے کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ اگر مذاکرات کے دوران فریقِ ثانی کی سیاسی، عسکری یا اقتصادی قوت کمزور ہو جائے، جبکہ طاقت کا اصل توازن تبدیل نہ ہو، تو مذاکرات پائیدار امن کے بجائے ایک نئے مرحلے کی تمہید بھی بن سکتے ہیں۔

اس لیے ایران، امریکہ مذاکرات کو صرف دو ممالک کے تعلقات کے تناظر میں دیکھنا ناکافی ہوگا۔ اس کے اثرات فلسطین، لبنان، شام، عراق، خلیجی ریاستوں، پاکستان بلکہ پوری امتِ مسلمہ تک پہنچتے ہیں۔ اس پورے عمل میں اگر اسرائیل کی علاقائی برتری مزید مضبوط ہوتی ہے اور فلسطینی عوام کی جدوجہد مزید تنہا ہو جاتی ہے تو یہ سوال مزید شدت سے سامنے آئے گا کہ آیا یہ مذاکرات واقعی امن کی طرف قدم تھے یا ایک ایسے نئے مرحلے کا آغاز جس میں طاقت کا توازن پہلے سے زیادہ یک طرفہ ہو جائے۔

ایران، امریکہ مذاکرات کو اگر صرف دو ریاستوں کے درمیان سفارتی عمل سمجھا جائے تو اس کے اثرات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اصل سوال یہ ہے کہ ان مذاکرات سے سب سے زیادہ فائدہ کس فریق کو پہنچے گا، اور مشرقِ وسطیٰ کی طاقت کی بساط کس سمت میں منتقل ہوگی۔

اس وقت اسرائیل بیک وقت غزہ، مغربی کنارے، جنوبی لبنان اور شام میں اپنی عسکری سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ غزہ کی تباہی، مغربی کنارے میں بستیوں کی توسیع، فلسطینی آبادی پر دباؤ، اور مسجد اقصیٰ کے احاطے میں یہودی انتہا پسند گروہوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں نشاندہی کرتی ہیں کہ زمینی حقائق مسلسل تبدیل کیے جا رہے ہیں اور یہ خدشات مزید تقویت پاتے ہیں کہ مستقبل میں فلسطینی ریاست کے قیام کے امکانات مزید محدود ہو سکتے ہیں۔

اگر مذاکرات جاری رہتے ہیں جس کے شواہد گزرتے دن کے ساتھ کم ہوتے جا رہے ہیں، اور اگر ایران مذاکرات کے نتیجے میں اپنی علاقائی پالیسی میں نمایاں لچک اختیار کرتا ہے جبکہ اسرائیل اپنی عسکری اور سیاسی برتری برقرار رکھتا ہے، تو خطے میں طاقت کا توازن مزید اسرائیل کے حق میں جائے گا۔ اس صورت حال کے اثرات صرف ایران تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ عرب دنیا، بالخصوص خلیجی ریاستوں، اردن اور دیگر پڑوسی ممالک کی سلامتی اور سیاسی خودمختاری بھی نئی آزمائشوں سے دوچار ہو سکتی ہے۔

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ عرب دنیا گزشتہ دو دہائیوں سے داخلی اختلافات، باہمی رقابتوں اور بیرونی انحصار کے باعث مشترکہ حکمتِ عملی اختیار کرنے میں ناکام رہی ہے۔ یہی انتشار بیرونی طاقتوں کو خطے میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اگر یہ کیفیت برقرار رہی تو ہر ملک الگ الگ دباؤ کا سامنا کرے گا، جبکہ اجتماعی مسلم مفادات مزید کمزور ہوں گے۔

پاکستان کے لیے یہ تمام صورت حال غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ پاکستان ایک ایٹمی طاقت، عالمِ اسلام کا بڑا ملک اور چین، وسط ایشیا، خلیج اور جنوبی ایشیا کے درمیان اہم جغرافیائی محلِ وقوع رکھتا ہے۔ یہی حیثیت اسے بڑی طاقتوں کی اسٹریٹیجک کشمکش کا بھی مرکز بناتی ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی ریاست کی خارجہ پالیسی مستقل دشمنی یا مستقل دوستی کے بجائے مستقل قومی مفادات پر استوار ہوتی ہے۔ ہمارے نزدیک ایک حقیقت مسلم ہے کہ اگر امتِ مسلمہ مجموعی طور پر سیاسی، عسکری، اقتصادی اور سائنسی اعتبار سے مضبوط نہ ہوئی تو صرف سفارتی مذاکرات اس کے بنیادی مسائل حل نہیں کر سکیں گے۔

جب تک مسلم ممالک اپنی اصل کی جانب نہیں لوٹتے اور باہمی اعتماد، اقتصادی تعاون، دفاعی ہم آہنگی اور علمی و تکنیکی ترقی کو اپنی ترجیحات میں شامل نہیں کرتے، تب تک عالمی طاقتیں ان کے اختلافات سے فائدہ اٹھاتی رہیں گی۔

ایران، امریکہ مذاکرات کو تو غیر معمولی خوش فہمی کا باعث نہیں بننا چاہیے۔ اصل امتحان یہ ہے کہ ان مذاکرات میں پیش رفت ہو پاتی ہے اور 60 دن میں ان MOUs پر عمل درآمد کا کوئی طریقہ کار طے ہوتا ہے اور اس کے بعد خطے میں طاقت کا توازن، فلسطینی عوام کے حقوق، علاقائی استحکام اور مسلم دنیا کی اجتماعی حیثیت کس سمت جاتی ہے۔

واقعۂ کربلا سے حاصل ہونے والے 10 اسباق اور فریضۂ شہادت کا لائحہ عمل

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیرِ تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ؒ کے 26 جون 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

فریضۂ شہادت کو ادا کرنا اُمتِ مسلمہ کی ذِمّہ داری ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور آپؐ کے صحابہ ؓ نے پوری زندگی اس فریضہ کو ادا کیا اور اسی ذِمّہ داری کو ادا کرتے ہوئے سیدنا عمر بن الخطاب، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی اور دیگر ہزاروں صحابہ کرام ؓ شہید ہوئے اور اسی ذِمّہ داری کو ادا کرتے ہوئے 10 محرم کو سیدنا حسین ؓ نے بھی شہادت پیش کی۔ آج کی نشست میں ہم شہادتِ سیدنا حسین ؓ سے حاصل ہونے والے 10 اسباق اور فریضۂ شہادت کے لائحہ عمل پر بات کریں گے۔ ان شاء اللہ

سبق 1: خلافت کے قیام اور دفاع کی فرضیت:

اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا اور جب یہ قائم ہو جائے تو پھر اس کا دفاع کرنا اُمّت پر فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی 23 برس کی جدوجہد کے دوران 259 صحابہ کرام ؓ نے اسی غلبۂ دین کی جدوجہد کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ پھر اس نظامِ خلافت کے دفاع کے لیے ہزاروں صحابہ کرام ؓ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد جب مختلف فتنے کھڑے ہوگئے تو ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے باقاعدہ قتال کیا گیا، ختم نبوت کے دفاع میں قتال کیا گیا، مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف قتال کیا گیا اور اس دوران ہزاروں صحابہ کرام ؓ شہید ہوئے۔ حتیٰ کہ چار خلفائے راشدین ؓ میں سے تین اسی نظامِ خلافت کے دفاع میں شہید ہو گئے۔ پھر جب نظامِ خلافت یعنی شورائی نظام کے خلاف جا کر یزید نے ملوکیت قائم کرنے کی کوشش کی تو اس کے خلاف سیدنا حسین ؓ کھڑے ہوئے اور اپنے سینکڑوں رفقاء اور اہلِ خانہ سمیت جامِ شہادت نوش فرمائی۔ آپ ؓ کے خطبات تاریخ کا حصہ ہیں جن میں پوری وضاحت ہو جاتی ہے کہ کن وجوہات کی بناء پر سیدنا حسین ؓ نے یزید کی مخالفت کی۔ ان میں بنیادی وجہ یہ تھی کہ شورائیت کا وہ نظام جو کتاب وسنت کی تعلیم سے ثابت تھا، اب اس کے برعکس بات ہو رہی تھی، اسی کے ساتھ دیگر خرابیاں بھی تھیں جیسا کہ بیت المال کو ذاتی جاگیر سمجھا جا رہا تھا، اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال کیا جا رہا تھا۔ اس موقع پر وہ کھڑے ہوئے اور ایک عظیم داستانِ شہادت، داستانِ عزیمت رقم کی۔

مرتب: ابوابراھیم

معلوم ہوا کہ خلافت کے نظام کے قیام کے بعد اس کے دفاع کے لیے کھڑے ہونا بھی فریضۂ شہادت میں شامل ہے۔ اُس وقت ایسا ہرگز نہیں تھا کہ دین بحیثیت مجموعی مغلوب ہوگیا ہو، سارا نظام ہی زمین بوس ہوگیا ہو بلکہ باقی پورا دین قائم تھا، اسلامی شریعت نافذ تھی، لیکن صرف شورائیت کے نظام میں دراڑ پڑی تھی تو آپؓ اس کے خلاف کھڑے ہو گئے اور اپنے پیاروں سمیت اللہ کے دین پر قربان ہو گئے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ پورے کا پورا دین مغلوب ہے لیکن مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے
اُمّت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

آج دین کی پوری عمارت زمین بوس ہو چکی ہے۔ اللہ کی شریعت نافذ نہیں ہے۔ 57 مسلم ممالک میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جہاں اسلام بحیثیت مجموعی نافذ ہو اور ہم دنیا کو دکھا سکیں کہ یہ ہے اسلام کا روشن چہرا۔ وہ مملکت جو ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان جس کا سرکاری نام رکھا، کتاب وسنت کی بالادستی کا اعلان کیا اور آئین میں طے کیا کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔ قرارداد مقاصد میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کو آئینی طور پر تسلیم کیا، آج اُسی مملکتِ خداداد میں اللہ کے احکامات کی دھجیاں اُڑائی جا رہی ہیں، شریعت کے خلاف قانون سازیاں ہو رہی ہیں، 18 سال سے کم عمر کی شادی کو جرم قرار دے دیا گیا، 18 سال سے کم عمر کوئی اسلام قبول کرے گا تو قانوناً اُسے مسلمان تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عدالتوں میں انصاف نہیں ہے، کہاں ہے اللہ کا دین؟ اور کہاں ہے فریضۂ شہادت؟ سیدنا حسین ؓ سے محبت کے دعوے تو بہت ہیں مگر کیا اُن کے نقشِ قدم پر بھی ہم چل رہے ہیں؟ صرف شورائیت کے نظام میں معمولی دراڑ پڑی تھی تو آپؓ فریضۂ شہادت ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے تھے، آج پورا دین مغلوب ہے، ہم میں سے کوئی فریضۂ شہادت کے لیے کھڑا ہو رہا ہے؟

ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ سینٹ میں ہندو سینیٹر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ سود کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، اسے ختم کیا جائے، وہ قرآن کی آیتیں پیش کر رہا ہے لیکن مسلمان سینیٹرز کہتے ہیں کہ ہم سود ختم نہیں کر سکتے۔ اسی طرح سندھ اسمبلی میں ایک ہندو ممبر اسمبلی کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ شراب اسلام میں حرام ہے، اس پر پابندی لگائی جائے لیکن مسلم ممبران اسمبلی کہتے ہیں کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود۔

سبق 2: فریضۂ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

سیدنا حسین ؓ نے کربلا میں اپنے خطبہ میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی سنایا کہ: تم لازماً نیکی کا حکم دو گے اور بدی سے روکو گے۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اندیشہ ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب آئے گا اور تم دعائیں مانگو گے مگر تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ سیدنا حسین ؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو شورائیت کا نظام عطا کیا تھا، آج اس نظام کے خلاف ملوکیت کا نظام مسلط کیا جارہا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ تم اس برائی کے خلاف کھڑے ہو جاؤ اور اس کو اسی جگہ پر روک دو۔ جس حرام کو حلال کر دیا گیا ہے اُس کو روکنے کی کوشش کرو۔ سیدنا حسین ؓ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اس دینی فریضہ کی ادائیگی میں اپنی جان دے دی۔ اس میں ہمارے لیے سبق یہ ہے کہ ہم بھی اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوں۔ اسی مقصد کے لیے اس اُمت کو کھڑا کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط﴾ (آل عمران: 110) ’’تم وہ بہترین اُمّت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے‘ تم حکم کرتے ہو نیکی کا‘ اور تم روکتے ہو بدی سے‘ اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔‘‘

زندگی کے اس امتحان میں صرف وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اس فریضہ کو ادا کریں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾﴾ (آل عمران) ’’اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے‘ نیکی کا حکم دیتی رہے اور بدی سے روکتی رہے۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔‘‘

فریضۂ شہادت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اس اُمت نے ادا کرنا ہے۔ یہ کام کریں گے تو اُمت واقعتاً خیر اُمت ہوگی۔

ذرا سوچئے! کیا واقعی آج ہم خیر اُمت ہیں؟ صرف گزشتہ 100 برس کا حساب لگائیے! کشمیر، فلسطین، عراق، افغانستان، چیچنیا، بوسنیا، لیبیا، برما، سنکیانگ میں مسلمانوں کا کتنا لہو بہہ چکا ہے، کتنی لاشیں اُٹھائی جا چکی ہیں، یہ ملک، ان کے وسائل، ان کے خزانے مسلمانوں کے لیکن قبضہ غیر مسلموں کا، آج مسلمانوں کے فیصلے غیر مسلم دنیا کرتی ہے، IMF کے بغیر ہم اپنا بجٹ نہیں بنا سکتے، ٹرمپ کو راضی کیے بغیر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم جی نہیں سکتے۔ یہ ذلت یہ رسوائی کیوں ہے؟ کیا واقعی ہم خیر اُمّت ہیں اور کسی خیر اُمّت کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے؟ یہ سب ذلت اس لیے ہے کہ ہم نے فریضۂ شہادت اور فریضۂ امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑ دیا۔

سبق 3: جان ومال پر دین کو ترجیح دینا

سیدنا حسین ؓ اللہ کے دین کی خاطر نہ صرف خود نکلے بلکہ اپنی اولاد اور اپنے عزیز واقارب کو بھی ساتھ لے کر نکلے اور ثابت کیا اللہ کا دین بڑا ہے، جان، مال، اولاد، گھر، وطن سمیت باقی سب کچھ اس کے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے۔ سب کچھ قربان ہو جائے تو ہو جائے مگر اللہ کے دین پر آنچ نہ آئے۔ آپؓ نے حقیقی معنوں میں اللہ کے اس حکم پر عمل کر کے دکھایا: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾﴾ (الانعام) ’’آپؐ کہیے میری نماز‘ میری قربانی‘ میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔‘‘

آپؓ کے بچے بھی شہید ہو گئے، نوجوان بھی شہید ہوئے، خیموں کو آگ لگائی گئی ہے اور پورا گھرانہ اللہ کی راہ میں پیش کر دیا۔ آج ہماری ترجیحات کیا ہیں؟ سیدنا حسین ؓ نے تو اللہ کے دین کی خاطر اپنی جان، مال، اولاد، گھر، وطن سب کچھ قربان کر دیا، آج ہم اللہ کے دین کی خاطر تھوڑا سا وقت بھی دیتے ہیں؟ بچوں کو دنیوی تعلیم دلوانے کے لیے ہم لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں، لیکن قرآن کی تعلیم دلوانے کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ حالانکہ قرآن کی تعلیم فرض ہے۔ سیدنا حسین ؓ نے تو اپنے بچوں کو دین کے لیے قربان کر دیا، آج ہم اپنی اولاد کو کہاں کھپا رہے ہیں؟ بچوں پر لاکھوں روپے اس لیے خرچ کرتے ہیں تا کہ وہ بڑے ہو کر خوب دنیا کمائیں، بڑے گھر ہوں، بڑا بزنس ہو، بڑے ٹھاٹھ باٹھ ہوں۔

سبق 4: قول وعمل کی گواہی

سیدنا حسین ؓ نے جس بات کی دعوت دی، اپنے عمل سے اس کی گواہی بھی پیش کی۔ یہ نہیں کہ کوفہ والوں نے خطوط لکھے تو انہوں نے بھی خط لکھ کر بہت بڑی بڑی باتیں کر دیں۔ نہیں! بلکہ آپؓ وہاں گئے، نہ صرف حق کا ساتھ دینے کی دعوت پیش کی بلکہ حق کی خاطر لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش بھی کیا اور حق پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔ یعنی آپؓ نے اپنے قول وعمل سے گواہی پیش کی۔ قرآن ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٢﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٣﴾﴾ (الصف) ’’اے مسلمانو! تم کیوں کہتے ہو وہ جو کرتے نہیں ہو؟ بڑی شدید بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔‘‘

دین کی گواہی پیش کرنا، دعوت دین اور اقامت دین کی جدوجہد میں حصہ لینا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ یہ صرف امام مسجد، خطیب، دینی جماعت یا جماعت کے سربراہ کا کام نہیں ہے، یہ پوری اُمّت کا کام ہے۔ لیکن جو دین کی نمائندگی کر رہے ہیں، دین کا کام کر رہے ہیں، کیا اُن کا عمل آج اُن کے قول کی گواہی پیش کرتا ہے؟ آج ہم دنیا کو کہیں کہ قرآن دنیا کا بہترین کلام ہے، دنیا کہے گی: عملی طور پر کوئی ثبوت دکھاؤ کہ یہ کدھر نافذ ہے؟ ہم دنیا سے کہیں کہ اسلام کامل دین ہے اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ دنیا کہے گی: کوئی عملی ثبوت پیش کرو۔ کیا ہمارے پاس کوئی گواہی ہے؟

سبق 5: صبر اور استقامت

سیدنا حسین ؓ نے شورائی نظام کے حق میں کھڑے ہونے کا فیصلہ کیا اور پھر ڈٹ گئے۔ پھر چاہے آپؓ کے قافلے کے گھیراؤ کا معاملہ ہو، آپؓ کو کربلا کی جانب جانے پر مجبور کرنے کا معاملہ ہو، کہیں پانی بند کرنے کا معاملہ ہو، آپؓ کے خلاف بھاری لشکر کشی کا معاملہ ہو، ان سب معاملات میں آپؓ نے صبر و استقامت کی عظیم مثالیں قائم کیں۔ آج ہم نارمل حالات میں ہیں۔ ہم پر کوئی جنگ مسلط نہیں۔ ہم پر سخت آزمائشیں نازل نہیں ہوئیں اس کے باوجود بھی ہم دین کی بات نہ کریں، دین پر عمل نہ کریں، اس کی دعوت نہ دیں اور اس کے قیام کی جدوجہد نہ کریں تو سوچئے! ذرا مشکل حالات آئیں گے تو کیا ہوگا؟ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ط﴾ (البقرۃ: 155) ’’اور ہم تمہیں لازماً آزمائیں گے کسی قدر خوف اور بھوک سے‘ اور مالوں اور جانوں اور ثمرات کے نقصان سے۔‘‘

سیدنا حسین ؓ نے مشکل ترین حالات میں بھی باطل کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا، آج ہم پر مشکل حالات

نہیں ہیں، اس کے باوجود بھی امریکہ کے سامنے جھکے جا رہے ہیں، قانون سازیاں یورپ اور امریکہ کو خوش کرنے کے لیے کر رہے ہیں۔ کیا ہم نے واقعہ کربلا سے کوئی سبق سیکھا ہے؟

سبق 6: تعلق باللہ اور عبادت کی اہمیت

کربلا میں میدانِ جنگ سجا ہوا تھا، خوف وخطرات کا ماحول تھا، اس کے باوجود وہاں باجماعت نماز بھی ادا ہو رہی تھی، سیدنا حسین ؓ اور آپؓ کے گھرانے کے افراد کے سر سجدے میں تھے، گھر کی خواتین پردے میں تھیں، شہادت بھی سیدنا حسین ؓ کی ہوئی تو حالت سجدہ میں ہوئی۔ آج ہماری عظیم اکثریت کے پاس نماز کے لیے، اللہ کے سامنے جھکنے کے لیے وقت نہیں ہے۔ 9، 10 محرم کی چھٹیوں کے ساتھ ہفتہ اتوار کی چھٹیاں ملا کر ہم نے سیر سپاٹے کر لیے، پکنک منالی، ہلا گلا کیا، اس دوران نمازیں کہاں گئیں؟ اللہ کا ذکر کہاں گیا؟ پردہ کہاں گیا؟ یا پھر عقیدت کے نام پر بدعات کا انبار لگا دیا۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ)

''اور مت کہو اُن کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مردہ ہیں۔ (وہ مردہ نہیں ہیں) بلکہ زندہ ہیں' لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔''

اس کے برعکس ہم نے سوگ منانا شروع کر دیا اور سوگ مناتے ہوئے بھی اللہ کے ذکر اور نمازوں کو بھول گئے۔ حالانکہ سنتِ رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ 9 اور 10 محرم کو روزہ رکھا جائے۔ آج امن کے دور میں بھی مساجد خالی ہیں۔ یہاں موسمی اسلام ہے۔ رمضان، عمرے یا حج کے دوران نماز، پردہ اور ذکر کا کچھ اہتمام ہو جاتا ہے، لیکن اس کے بعد سب کچھ بھول جاتا ہے۔ شہادتِ حسین ؓ سے ہم نے کیا سبق سیکھا ہے؟

سبق 7: مخلص اور وفادار ساتھیوں کی اہمیت

غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے یا انقلابی قدم کے لیے جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارا دین اجتماعیت کا تقاضا کرتا ہے۔ سورہ فاتحہ میں ہم تلاوت کرتے ہیں:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

یہاں نعبد اجتماعیت کی طرف اشارہ ہے۔ اکیلے بھی ہم نماز ادا کریں گے تو نعبد ہی کے الفاظ ادا کریں گے۔ اسی طرح سورۃ العصر میں ہم پڑھتے ہیں:

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ (العصر) ''اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''

یہ اجتماعیت کی طرف اشارہ ہے۔ اجتماعیت کے بغیر دین قائم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی انقلاب آ سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے لیے اتنی جدوجہد کی لیکن جب اقدام کا وقت آیا تو وہ موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے:

﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝﴾ (المائدہ) ''بس تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور جا کر قتال کرو' ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔''

جب جماعت نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اللہ کے پیغمبر بھی دین کو قائم نہ کر سکے۔ جنگ بدر کے موقع پر صحابہ کرام ؓ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں پر قیاس نہ کیجئے گا۔ آپ حکم دیجئے! اللہ ہمارے ذریعے آپؐ کو آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمائے گا۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ صحابہ کرام ؓ دین کو قائم کرنے کے لیے دنیا کے کونے کونے میں گئے۔ حتیٰ کہ اپنے گھوڑوں کو سمندر کے پانی میں کھڑا کر دیا اور عرض کی: یا اللہ! تیری زمین ختم ہوگئی، ہمارا جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت ختم نہیں ہوا۔ ایسی مبارک جماعت اللہ کے رسول ﷺ کو ملی تب جا کر دنیا میں دین قائم ہوا۔ سیدنا حسین ؓ کے ہمراہ بھی ان کے مخلص ساتھی تھے۔ عاشورہ کی رات آپؓ نے سارے چراغ بجھا دیئے اور فرمایا: دیکھو! مخالفین میری جان کے دشمن ہیں، وہ ہر صورت ہم سے لڑنا چاہتے ہیں۔ آپ میں سے کوئی جانا چاہتا ہے تو وہ اس اندھیرے میں نکل جائے، اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ مگر آپؓ کے قافلے میں شامل چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی کہا ہم اس مشکل گھڑی میں آپؓ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ سبق یہ ہے کہ دین کے قیام کے لیے کھڑے ہونے والوں کے ساتھ مخلص جماعت ہونی چاہیے جو سمع وطاعت کے بندھن میں جڑی ہوئی ہو اور ہر پکار پر لبیک کہنے والی ہو۔

سبق 8: مادی وسائل پر نہیں اللہ تعالیٰ پر توکل

یزید کے پاس پورا لشکر تھا، طاقت تھی، اسلحہ تھا جبکہ دوسری طرف صرف 72 نفوس قدسیہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل تھا۔ جنگ بدر میں ایک ہزار کے لشکر کے مقابلے میں صرف 313 مومنین تھے لیکن ان کا توکل اللہ پر تھا جبکہ کفار کا بھروسا اسباب پر تھا۔ اللہ نے مومنین کو فتح عطا کی اور اس دن کو یوم الفرقان قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ نگاہ اسباب پر نہیں مسبب الاسباب پر ہونی چاہیے۔

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ﴾ (الطلاق: 3) ''اور جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے تو اُس کے لیے وہ کافی ہے۔''

آج اُمت کا توکل کس پر ہے؟ UAE کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ آج کل اسرائیل نمبر 2 بن گیا ہے۔ یہی حال دیگر مسلم حکمرانوں کا بھی ہے کہ ٹرمپ ناراض نہ ہو جائے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

ایسے میں کیا اللہ کی مدد ہمارے ساتھ شامل حال ہوگی؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سبق 9: عزیمت کا کردار بھی ضروری ہے

ایک ہوتا ہے رخصت کا معاملہ اور ایک ہوتا ہے عزیمت کا معاملہ۔ دونوں کی سند رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمائی۔ مکی دور میں حضرت سمیہ و یاسر ؓ پر بے انتہا ظلم ہوا، یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ اُن سے فرمایا کرتے تھے:

((اصبروا یا آل یاسر فان موعدکم الجنة)) ''اے یاسر کے گھر والو صبر کرنا بے شک تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔''

اُن دونوں نے عزیمت کی راہ اختیار کی، صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا اور شہید ہو کر جنت پائی۔ ان کے صاحبزادے عمار بن یاسر ؓ کفار کا تشدد برداشت نہ کر پائے اور کلمہ کفر زبان سے نکل گیا۔ روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھ سے یہ ظلم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دل کی کیفیت کیا تھی؟ عرض کی حضور ﷺ! میرا دل تو ایمان پر مطمئن تھا۔ فرمایا: اگر کفار آئندہ بھی ظلم کریں تو کہہ دینا۔ اس طرح عزیمت اور رخصت دونوں کی اجازت آپ ﷺ نے دی۔ اس لحاظ سے حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس ؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام ؓ جو سیدنا حسین ؓ کو کوفہ جانے سے روک رہے تھے وہ بھی اپنی جگہ درست تھے جبکہ سیدنا حسین ؓ نے عزیمت کی راہ اختیار کی، وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک تھے کیونکہ خاندانِ نبوت سے کوئی تو عزیمت کی داستانیں ہونی چاہیے تھی تاکہ

بعد میں اُمت کو تحریک ملے۔ کسی میں تو جذبہ پیدا ہو۔ باقی حضرات اگر رخصت پر تھے تو اُن کی نیت پر بھی شک نہیں کیا جاسکتا۔ وہ بھی اخلاص پر ہیں۔ ہم کسی پر انگلی نہیں اُٹھا سکتے۔ کوئی اگر صحابہ کرام ؓ پر انگلی اٹھائے تو اپنے ایمان کی خیر منائے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہؓ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو! ان کو میرے بعد ہدف ملامت مت بنانا۔ جس نے ان سے دشمنی رکھی، اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھے اذیت دی، اس نے اللہ کو اذیت دی۔

سبق 10: مظلومیت میں پوشیدہ فتح

سیدنا حسین ؓ کی شہادت مظلومانہ شہادت ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے شہید کیے گئے، نوجوان لڑتے لڑتے شہید ہوئے، سیدنا حسین ؓ کو کئی زخم لگے اور پھر حالت سجدہ میں شہید ہوئے۔ بظاہر مغلوبیت نظر آ رہی ہے مگر حقیقت میں فتح سیدنا حسین ؓ کی ہوئی ہے کیونکہ آپؓ حق پر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ لہٰذا حسینیت کا درس 1400 سال بعد آج بھی دیا جاتا ہے جبکہ یزید کو کوئی بھی اچھے الفاظ میں یاد نہیں کرتا۔ سبق یہ ہے کہ بندہ حق پر ہو تو اس کی مظلومانہ شہادت بھی فتح ہوتی ہے اور اگر ظلم پر ہو تو اس کی فتح بھی بدترین شکست بن جاتی ہے۔ اسرائیل نے اہل غزہ پر مظالم کے پہاڑ توڑ ڈالے، مگر جتنی گالیاں اور نفرتیں آج اسرائیل کو مل رہی ہیں آج سے پہلے کبھی نہیں ملی تھیں۔ اہل غزہ نے عزیمت کی راہ اختیار کی اور ان کی مظلومیت بھی ان کی فتح میں بدل گئی۔

سیدنا حسین ؓ کی شہادت اور عزیمت بھری داستان سے ان 10 اسباق کے علاوہ بھی کئی اسباق حاصل ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اسباق کو حاصل کرنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

فریضۂ شہادت کا لائحہ عمل کیا ہوگا؟

فریضۂ شہادت کیا ہے؟ یہ سمجھنے کے لیے ہمیں سورۃ البقرہ کی آیت 143 پر غور کرنا ہوگا۔ فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ﴾ (البقرہ: 143) ''اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمتِ وسط بنایا ہے' تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو۔''

یہاں رسول اللہ ﷺ کے لیے شہید کا لفظ آیا اور اُمت کے لیے شہداء کا لفظ آیا۔ دونوں سے مراد اللہ کے دین کی گواہی دینا ہے۔ یہ گواہی ہم نے اپنے قول سے بھی دینی ہے، عمل سے بھی دینی ہے اور جدوجہد کے ذریعے بھی دینی ہے۔ اس حوالے سے اب 10 نکات پر مشتمل لائحہ عمل آپ کے سامنے پیش کرنا مقصود ہے۔ ان شاءاللہ!

(i) منصب اور ذمہ داری کا احساس

ہم دنیا میں ٹائم پاس کرنے کے لیے یا انجوائے کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔ ہمارے ذمہ ایک بہت بڑا اور عظیم مشن ہے اور وہ مشن فریضۂ شہادت کو ادا کرنا ہے۔ سورۃ الحج میں فرمایا: ﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ﴾ (آیت:78) ''اُس نے تمہیں چُن لیا ہے۔''

آدم سے لے کر امام الانبیاء خاتم الانبیاء ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے کم وبیش سوا لاکھ انبیاء و رُسل کو چُنا۔ ختم نبوت کے بعد اس اُمت کو اس مقصد کے لیے چنا گیا۔ لہٰذا ہماری زندگی کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ کھالیا، پی لیا، شادی کرلی، گھر بنالیا، بچے پال لیے، یہ سب کام تو جانور بھی کر لیتے ہیں۔ صرف دنیوی ترقی ہمارا مقصد نہیں ہے، اس لحاظ سے تو کفار ہم سے بہت آگے ہیں۔ اس اُمت کی حیثیت اُس کام کی وجہ سے ہے جس کے لیے اس کو کھڑا کیا گیا ہے۔ اس کا احساس ہونا چاہیے۔ اس کے بارے میں کل اللہ تعالیٰ اُمت سے بھی پوچھے گا اور رسولوںؑ سے بھی پوچھے گا۔ فرمایا:

﴿فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝﴾ (الاعراف:) ''پس ہم لازماً پوچھ کر رہیں گے اُن سے بھی جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا اور لازماً پوچھ کر رہیں گے رسولوں سے بھی۔''

اسی لیے حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر گواہی لی۔ آج ہم پر گواہی دینے کی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم اس فریضہ کو ادا نہیں کریں گے تو کل جواب دینا پڑے گا۔

(ii) دین کے جامع تصور کا فہم

فقط جمعہ کی دو رکعت یا پنج وقتہ نماز ادا کر لینا، شادی کے موقع پر نکاح پڑھا دینا، بچے کی پیدائش پر اذان کہہ دینا، انتقال پر جنازہ پڑھا دینا اور حج وعمرہ ادا کر لینا مکمل دین نہیں ہے۔ اسلام ہمیں ایمانیات اور عبادات کے ساتھ ساتھ سماجی اور اخلاقی اصول و روایات بھی سکھاتا ہے۔ نہ صرف فرد کی انفرادی زندگی، بلکہ معاشرہ اور ریاست کی سطح تک رہنمائی دیتا ہے، پورا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام عطا کرتا ہے۔ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ فریضۂ شہادت کی ادائیگی کے لیے دین کو خود سیکھنا، اس پر عمل کرنا، دوسروں کو اس کی دعوت دینا اور پھر اقامت دین کی جدوجہد کے لیے اجتماعیت اختیار کرنا ضروری ہے اور یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

(iii) کردار کی گواہی

ہر انسان اپنے قول وعمل سے کوئی نہ کوئی گواہی دے رہا ہے۔ اذان کی آواز سن کر ایک بندہ اُٹھ کر نماز کے لیے مسجد چلا جاتا ہے، وہ ایمان کی گواہی دے رہا ہے، دوسرا بندہ بیٹھا رہتا ہے اور دنیوی کاموں میں مصروف رہتا ہے، چاہے وہ زبان سے نہ بھی بولے مگر اپنے عمل سے اللہ کی نہ ماننے کی گواہی دے رہا ہے۔ اسی طرح ہم سب اپنے کردار وعمل سے کوئی نہ کوئی گواہی دے رہے ہوتے ہیں۔ حدیث رسول ﷺ ہے کہ مومن وہ ہے جس کو دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ ذرا سوچیں! کہ آج ہمیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے؟ ہم فجر میں سوتے رہے تو بچوں کو کیا گواہی دے رہے ہیں؟ اس کے بعد بچہ بھی سوچے گا کہ نماز ضروری نہیں ہے۔ اگر ہم خود قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ہم گواہی دے رہے ہوتے ہیں کہ قرآن پڑھنا ضروری ہے۔ پھر بچے بھی پڑھیں گے۔ اگر ہم قرآن کو کھولیں ہی نہ تو بچوں کو کیا گواہی دے رہے ہیں۔ اسی طرح آج ہم سوچیں کہ اُمتِ مسلمہ مجموعی طور پر کیا گواہی دے رہی ہے؟

(iv) گھر اور متعلقین کو دعوت دین

اگر ہمیں واقعی اپنے گھر والوں سے محبت ہے تو اُن کو دین کی دعوت دینا کبھی نہ بھولیں گے، کیونکہ کون نہیں چاہے گا کہ اپنے گھر والوں کو بھی اپنے ساتھ جنت میں دیکھے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: 6)

''بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے۔''

اسی طرح سورۃ الشعراء میں فرمایا:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝﴾ ''اور (اے نبی ﷺ!) خبردار کیجیے اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔''

آج ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم اپنے گھر والوں کو کہاں لے کر جا رہے ہیں؟

(v) معاشرے کے مختلف طبقات کو دعوت

قرآن مجید دعوت کے لحاظ سے افراد کو تین قسم کے طبقات میں تقسیم کرتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النحل میں فرمایا:

﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ﴾ (النحل:125) ''آپ دعوت دیجیے اپنے رب کے راستے کی طرف دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور اُن سے بحث کیجیے بہت اچھے طریقے سے۔''

اس آیت کی روشنی میں مفسرین نتیجہ نکالتے ہیں کہ معاشرے کے دانشمند اور اہل علم طبقہ کے سامنے حکمت کے ساتھ دعوت پیش کی جائے۔ دوسرا طبقہ عام عوام کا ہے جس کو موعظہ حسنہ (عمدہ وعظ) کے ذریعے دعوت پیش کی جائے، تیسرا طبقہ وہ ہے جو ہٹ دھرم ہے اور نہ ماننے والا ہے اُن کے لیے فرمایا: ﴿وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ﴾ یعنی اُن سے اچھے طریقے سے مکالمہ ومجادلہ کیا جائے۔

(vi) قرآن کریم کو دعوت کا اولیں ذریعہ بنانا

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے قرآن کے ذریعے لوگوں کو دعوت دی، تذکیر وتبلیغ اور بشارت وانذار سب قرآن کے ذریعے ہوتا تھا، خطاب جمعہ بھی قرآن کی تعلیم پر مبنی ہوتا تھا، خطبات عیدین میں بھی قرآن کے ذریعے دعوت دی جاتی تھی، امراء اور بادشاہوں کو جو خطوط لکھے گئے اُن میں بھی قرآن کے ذریعے دعوت دی گئی مگر آج قرآن کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، ہر مکتب فکر اپنی تیار کردہ کتب کو ترجیح دے رہا ہے۔ فریضۂ شہادت کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن کے ذریعے لوگوں کو دعوت دیں، احادیث بھی بیان ہوں گی مگر مرکزی اہمیت قرآن کو دی جائے گی۔

(vii) نفاذ دین کے لیے عملی جدوجہد

قرآن صرف پڑھنے پڑھانے کے لیے نہیں آیا۔ اللہ کا دین صرف بیان کرنے کے لیے، کتابوں میں چھاپ دینے کے لیے، کورسز کروادینے کے لیے نہیں آیا۔ یہ سب بھی ضروری ہے مگر قرآن اپنا نفاذ بھی چاہتا ہے، دین اپنا غلبہ بھی چاہتا ہے جس کے لیے حضور ﷺ نے اپنا خون طائف کی گلیوں میں بہایا، اُحد کے میدان میں پیش کیا اور اپنے صحابہ کرام ؓ کی جانیں پیش کیں۔ مقصد کیا تھا؟ ﴿لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ﴾ (الصف:9) ''تاکہ غالب کردے اس کو پورے نظام زندگی پر۔''

معلوم ہوا کہ اقامت دین کی جدوجہد بھی فریضۂ شہادت میں شامل ہے اور یہ ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے بغیر شہادت ممکن نہیں۔

(viii) اُسوۂ رسول ﷺ سے رہنمائی

اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد کیسے کی جائے اس حوالے سے حقیقی رہنمائی ہمیں اُسوۂ رسول ﷺ سے ملے گی اور اسی کا قرآن میں حکم دیا گیا: ﴿لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾ (الاحزاب: 21) ''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔''

جہاں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا طریقہ ہم اللہ کے رسول ﷺ سے سیکھتے ہیں تو اقامت دین کی جدوجہد کا طریقہ بھی وہیں سے ملے گا۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے اس موضوع پر بہت جامع خطابات موجود ہیں جو ''رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب'' کے عنوان سے کتاب کی شکل میں بھی موجود ہیں۔

(ix) دینی اجتماعیت اختیار کرنا

اللہ کے دین کی گواہی دینی ہے تو پہلے خود بھی دین پر عمل کرنا ہے، دعوت بھی دینی ہے، دین کو قائم کرنے کی جدوجہد میں بھی حصہ لینا ہے اور یہ جدوجہد اکیلے نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے جماعتی زندگی اختیار کرنا ضروری ہے۔ آج کے دور میں جو لوگ فریضۂ شہادت ادا کرنا چاہتے ہیں تو انہیں بھی کسی نہ کسی اجتماعیت میں شامل ہونا ہوگا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اسی مشن کے لیے تنظیم اسلامی قائم کی ہے۔ جو لوگ ڈاکٹر صاحبؒ کو سنتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں تو ان کے لیے بھی پیغام ہے کہ وہ ان کی جماعت میں شامل ہو جائیں کیونکہ جماعتی زندگی کے بغیر فریضہ شہادت ادا ہی نہیں ہوسکتا۔

(x) جہدِ مسلسل

لفظ جہاد جہد سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں مسلسل محنت اور جدوجہد کرنا۔ سورہ عنکبوت کی آخری آیت میں اللہ فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا ؕ﴾ (آیت:69) ''اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے ہم لازماً ان کی راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف۔''

اسی طرح سورۃ الصف میں فرمایا: ﴿ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۱۰﴾﴾ ''کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دلادے؟''

جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے کے لیے کیا ضروری ہے۔ آگے فرمایا: ﴿تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَاَنۡفُسِکُمۡ ؕ﴾ ''(وہ یہ کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔'' ﴿ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱﴾﴾ ''یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔''

اللہ کے دین کے قیام کے لیے یہ مستقل جدوجہد کرنا، اپنی جان، مال، اسباب اور صلاحیتوں کو اس کے لیے کھپانا، یہ سب فریضۂ شہادت میں شامل ہے۔ یہی واقعۂ کربلا سے حاصل ہونے والا سب سے بڑا سبق اور شہید کربلا سے عقیدت کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین! ❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم سینئر رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم ایم فل، لیکچرر پولیٹیکل سائنس، اسسٹنٹ ڈائریکٹر ORIC، لاہور لیڈز یونیورسٹی، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردہ کی پابند، کے لیے دینی مزاج کا حامل، ہم پلہ رشتہ درکار ہے

برائے رابطہ: 0334-9751067

☆ ڈیرہ غازی خان میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، عمر 42 سال، تعلیم بی اے، قد "10'.5، سرکاری ملازم کو عقد ثانی (پہلی بیوی اور دو بیٹیاں موجود) قرآن مرکز چلانے کے لیے (کنواری، بیوہ، طلاق یافتہ) خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0335-0006165

☆ ملتان میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ADA، دوسالہ الہدیٰ سے ترجمہ وتفسیر کورس، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رفیق تنظیم اور ملتان شہر کے رہائشی قابل ترجیح۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0322-6187858

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

بوجھ

ابوموسیٰ

چند ہفتے قبل مشہور و معروف صحافی سہیل وڑائچ کے ایک کالم سے جو ''ایوانِ شریف'' پر زلزلہ طاری ہو گیا تھا اُس کے زوردار جھٹکے اب بھی محسوس کیے جا رہے ہیں جس پر بعض وزراء نے چیخ و پکار کی تو صحافی نے ایک اور کالم لکھ مارا جس میں طنزیہ انداز میں اپنے خیالات کی کچھ یوں تردید کی ''مجھ سے بھول ہوگئی'' اس تردید میں اپنی صحافتی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُنہوں نے اپنے سابقہ کالم کی مزید تصدیق کر دی۔ پھر نہلے پہ دہلا فیصل واوڈا نے مارا جنہیں میڈیا میں مقتدر حلقوں کا ترجمان سمجھا جاتا ہے۔ اُنہوں نے ایک ٹیلی ویژن چینل پر شریف خاندان کی مرکزی اور پنجاب کی صوبائی حکومت پر تابڑ توڑ حملے کیے۔ اُنہیں نااہل، نکما بدعنوان اور نجانے کیا کچھ کہہ ڈالا۔ توقع تھی کہ شریف فیملی واوڈا کو منہ توڑ جواب دے گی لیکن ایسا نہ ہوا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کیونکہ سنگین اور بے تحاشا الزام لگانے والا طاقتوروں کا لاڈلا ہے۔ حالانکہ چند ماہ پہلے ایک صحافی محض ایک خبر دہرانے پر اُٹھا لیے گئے تھے بعد ازاں صحافیوں کے شدید احتجاج پر اُن کی خلاصی ہوئی۔

خبریں کچھ اس طرح کی ہیں کہ ''ایک پیج'' پرزے پرزے ہو گیا ہے۔ وجہ اُس کی یہ بتائی جا رہی ہے کہ بانیٔ پی ٹی آئی کے خلاف کامیاب عدم اعتماد کے بعد طے یہ ہوا تھا کہ مسلم لیگ (ن) پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم پر مشتمل حکومت بنائی جائے گی جس کے ذمہ یہ لگایا تھا کہ بانیٔ پی ٹی آئی کی سیاست دفن کر دی جائے گی اور اُن کی جماعت تحریک انصاف کو پارہ پارہ کیا جائے گا۔ عوام کو مہنگائی سے نجات دلائی جائے گی اور ملکی معیشت کو مضبوط کیا جائے گا۔ حکومت کو مقتدرہ کی مکمل پشت پناہی اور سرپرستی حاصل رہے گی اور حصولِ ہدف میں کوئی رکاوٹ نہیں آنے دی جائے گی۔ پھر جو کچھ اس بھان متی کے کنبہ کی حکومت کو چلانے کے لیے کیا گیا وہ حکومت کے لیے بھی غیر متوقع تھا۔ اُدھر ایک عجب معاملہ یہ ہوا کہ بانیٔ پی ٹی آئی کی حکومت جو اپنے آخری دنوں میں بُری طرح عدم مقبولیت کی شکار تھی اُس کے یوں نکالے جانے پر راتوں رات انقلاب آ گیا۔ خیال یہ تھا کہ اس غیر مقبول حکومت کے دیس نکالے پر لوگ شکرانے کے نفل ادا کریں گے لیکن اُسی رات پاکستان بھر میں اور خاص طور پر پنجاب میں لوگوں نے اپنی چھتوں پر چڑھ کر گن پوائنٹ پر کیے گئے عدم اعتماد کے خلاف بھرپور مظاہرہ کیا یہ ایک غلط قدم پر عوامی ردِعمل تھا۔ پھر یوں ہوا کہ اُس روز سے آج تک بانیٔ پی ٹی آئی کی مقبولیت کسی سپر سونک طیارے پر سوار آسمان کی طرف بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ خاص طور پر پنجاب میں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پنجاب ایک میدانی علاقہ ہے لہٰذا پنجاب کی عوام کے لیے بہادری کا اظہار کوئی ایسا آسان نہیں لیکن پنجابی بہادر لیڈروں کو بہت پسند کرتا ہے۔ شنید یہ ہے کہ 4 اگست 2023ء کو حکمرانوں نے بانیٔ پی ٹی آئی سے ملاقات کی اور اُسے ملک چھوڑنے کا کہا گیا۔ جس کے لیے اُسے بہت سی ترغیبات بھی دی گئیں لیکن اُس نے ''ہرگز نہیں'' کہہ دیا، جس پر اگلے دن 5 اگست کو اُسے گرفتار کر لیا گیا اور اُس پر 300 مقدمات دائر کر دیئے گئے۔ خصوصی عدالتوں سے بعض الزامات کی بنیاد پر سزائیں بھی دلا دی گئیں لیکن حکومت عام عدالتوں میں یہ مقدمات چلانے سے بوجوہ گریزاں ہے۔

بہرحال عدالت کو فیصلے کے لیے کچھ شہادتیں، کچھ ثبوت چاہیے ہوتے ہیں جو اب تک فراہم نہیں کیے جا سکے۔ البتہ 1973ء کے آئین کو تہس نہس کرتے ہوئے عدلیہ جو پہلے ہی عالمی سطح پر کسی اچھی پوزیشن پر نہ تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ کالعدم ہوگئی، ضمیر کی آواز پر کان دھرنے والے جج دربدر ہو رہے ہیں اور خود عدل کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ تحریک انصاف کو تتر بتر کرنے میں بھی کافی حد تک کامیابی حاصل ہوگئی گویا شہباز شریف حکومت کے لیے ایسا میدان صاف تھا جیسا پہلے کسی سویلین حکومت کے لیے نہیں ہوا ہوگا۔ تحریک انصاف نے احتجاج کی کوششیں کیں تو طاقتور حلقوں کی مدد سے اُن کی ایسی ٹھکائی کی گئی کہ کئی کارکنوں کی نسلیں تائب ہوگئیں گویا گلیاں سنسان ہوگئیں اور شہباز حکومت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ کسی کے سامنے آنے یا مقابلہ کے لیے اترنے کا کوئی تصور ہی نہ رہا۔ البتہ بانیٔ پی ٹی آئی کا تمام جزا و سزا کی ترغیبات کے باوجود جیل میں ڈٹا رہنا اور عوام کے قلوب و اذہان میں رچ بس جانا موجودہ حکومت کے لیے بڑا مسئلہ تھا۔ قیدی نمبر 804 کے نعرے بہت بڑا مسئلہ پیدا کر رہے تھے یہ ذہنی اور فکری معاملہ تھا جسے کسی صورت جبر اور تشدد سے ختم نہیں کیا جا سکتا تھا۔

قصہ کوتاہ حالات بتا رہے ہیں کہ طاقتور حلقوں کو مرکز اور پنجاب کی شریف حکومتوں سے سخت شکوہ پیدا ہو گیا کہ ان کے لیے کیا کچھ نہیں کیا گیا لیکن اُنہوں نے کسی بھی میدان میں اپنی کارگزاری نہیں دکھائی اور عوام میں جو ردِعمل ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ وہ صرف شریفوں کی حکومتوں کے خلاف نہیں بلکہ اُن کے لانے اور فارم 47 کے ذریعے عوام کے سروں پر مسلط کرنے والوں کے خلاف بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ طاقتور حلقوں کے لیے ایک انتہائی اہم سوال کھڑا ہو گیا کہ ان ''شرفاء'' کے لیے کیا کچھ نہیں کیا گیا لیکن وہ ڈلیوری کے حوالے سے مکمل طور پر ناکام رہے جس سے طاقتوروں کو بدنامی مل رہی ہے تو کیوں نہ ایسی نکمی اور نااہل حکومت سے چھٹکارا حاصل کر کے کوئی ایسا بندوبست کیا جائے جس سے عوام کو ریلیف ملے اور عوام کا بانیٔ پی ٹی آئی سے دھیان ہٹے۔

راقم کے نزدیک ''شرفاء'' کی مرکزی اور پنجاب کی حکومت ختم کرنے کی اس کے علاوہ کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ راقم کو طاقتور حلقوں سے جتنا بھی اختلاف ہو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اُن کا یہ اعتراض صدفی صد درست ہے۔ قارئین سوچیں اور اپنے ذہن پر زور دیں کہ موجودہ حکومت ان چار سالوں میں عوام کی فلاح و بہبود کا اور اُنہیں ریلیف دینے کے حوالے سے کوئی ایک کام بھی کر سکی ہے اس کا جواب واضح نفی میں ہے۔ عوام کے لیے سب سے اہم اُن کا روزگار ہوتا ہے۔ اس حوالے سے حکومتی کارکردگی پر تبصرہ کرنے کے لیے راقم، جب سے یہ حکومت آئی ہے، آج تک اس کی معاشی پالیسیوں اور کارکردگی پر تبصرہ کرے گا جس میں موجودہ بجٹ بھی ہے۔

2022ء میں جب شہباز شریف صاحب وزیراعظم بنے تو پاکستان پر کل قرضہ 34000 ارب تھا، 6.02 G.D.P تھا، ڈالر 176.74 روپے تھا۔ آج ڈالر کا ریٹ 280 روپے سے 290 روپے کے درمیان ہے۔ G.D.P کم ترین سطح پر آ گیا تھا۔ اب کہیں اُس میں بہتری

آئی ہے اور 3.5 کے لگ بھگ ہے۔ قرضہ 4 سال میں 85000 ارب تک پہنچ گیا ہے۔ قرض کی تاریخ اگر 1958ء سے شروع کی جائے تو 2022ء تک چونسٹھ (64) سال میں 34000 ارب یعنی 2000 ارب روپے سے کچھ زائد سالانہ اضافہ بنتا ہے اور گزشتہ 4 سال میں یعنی 2022ء سے 2026ء تک 4 سال میں 34000 ارب سے 85000 ارب تک پہنچ گیا یعنی 4 سالوں میں 51000 ارب بڑھ گیا۔ گویا سالانہ بڑھوتی ساڑھے بارہ ہزار (12500) ارب ہوگئی اتنا ناقابل یقین قرضہ بڑھنے کے باوجود ان چار سالوں میں نہ صرف نئی انڈسٹریز نہ لگ سکیں بلکہ کئی انڈسٹریز بند ہوگئیں اور بہت سے سرمایہ کار دوسرے ممالک میں چلے گئے گویا ترقی معکوس واضح طور پر سامنے آئی۔ SIFC کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا جسے بیرون ملک سے پاکستان میں سرمایہ کاری کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ایک اخباری اطلاع کے مطابق وزیراعظم صاحب نے ان 4 سالوں میں 300 غیر ملکی دورے کیے یہاں تک کہ اُن کے بارے میں مشہور ہوگیا کہ وہ کبھی کبھی پاکستان کا دورہ بھی کرتے ہیں ان دوروں پر بے شمار زرمبادلہ خرچ ہوا۔ اس رقم کی تفصیل حاصل نہیں کی جاسکی لیکن نہ SIFC اور نہ وزیراعظم کے اُن پُرتعیش دوروں سے ایک پھوٹی کوڑی بھی بیرون ملک سے بطور سرمایہ ملک میں آسکی۔ البتہ سعودی عرب سے دفاعی معاہدے کے نتیجہ میں سعودی عرب کے پہلے سے موجود 3 ارب ڈالر کے علاوہ 5 ارب ڈالر بطور امانت پاکستان کے خزانے میں آگئے۔ اس سے IMF کا ایک مطالبہ پورا ہوگیا کہ پاکستان کے خزانے میں اتنی رقم ہونی چاہیے اس امانت پر ہم سعودی عرب کو 6% سالانہ سود ادا کرتے ہیں۔ یہ تھی پاکستان کی تباہ شدہ معاشی صورت حال اس پس منظر میں موجودہ حکومت نے اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا جس میں اگرچہ چند ایک اچھی باتیں ہیں مثلاً تنخواہ داروں پر انکم ٹیکس کا بوجھ کم کیا گیا ہے۔ تاجروں اور صنعت کاروں کو کچھ ریلیف دیا گیا ہے۔ چھوٹے تاجروں کو فکس انکم ٹیکس لگا دیا گیا ہے تاکہ وہ FBR کی چیرہ دستیوں سے بچ سکیں لیکن بحیثیت مجموعی یہ عام آدمی کے لیے ڈراؤنا اور خوفناک بجٹ ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ وزیراعظم صاحب سے یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ 8367 روپے آمدن والا آدمی غریب نہیں ہوتا۔ حقیقت میں جس بین الاقوامی مہاجن نے ہمارے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے ہیں اور ہمیں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، وہ ہر وقت ہمارے سر پر سوار رہتا ہے۔ پرانے زمانے کے مہاجن کا معاملہ یہ تھا کہ اگرچہ اُس کی شرح سود زیادہ ہوتی تھی لیکن اُسے کوئی غرض نہیں ہوتی تھی کہ مقروض کیسے اور کہاں اس قرض کی رقم خرچ کرے گا لیکن یہ ماڈرن مہاجن لاٹھی لیے ہر وقت ہمارے سر پر کھڑا رہتا ہے اور dictate کرتا ہے کہ کہاں تم یہ قرض کی رقم خرچ کر سکتے ہو اور کہاں نہیں کر سکتے۔ مثلاً پاکستان کا پٹرول کا ماہانہ بل 2.27 ملین ڈالر ہوتا ہے جس کی ادائیگی سے خزانے پر زلزلہ آجاتا ہے پٹرول سے فضائی آلودگی کا مسئلہ بھی کھڑا ہوجاتا ہے۔ چین نے اپنی پوری توجہ اس طرف مبذول کی ہوئی ہے کہ الیکٹرک گاڑیاں اور ٹرک تیار کرے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ان الیکٹرک گاڑیوں پر ٹیکس کم کیا جائے تاکہ پاکستان میں پٹرول کے اتنے بڑے بل میں زیادہ سے زیادہ کمی کر سکے لیکن IMF نے الیکٹرک وہیکلز پر ٹیکس کم کرنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ اس سے پاکستان کے ساتھ ساتھ امریکہ کے دشمن چین کو بھی فائدہ پہنچتا تھا۔ ہم نے لیس سر کہہ کر یہ ٹیکس کم نہیں کیا۔ گویا ہم پٹرول کا بھاری بل بھی ادا کرتے رہیں گے اور پاکستان کی فضاؤں کو آلودہ بھی کرتے رہیں گے۔

بجٹ میں تنخواہ اور پنشن میں 7% اضافہ کیا گیا جبکہ مہنگائی بے قابو ہوتی جارہی ہے۔ دفاعی بجٹ بڑھایا گیا ہے جس کی مخالفت نہیں کی جاسکتی لیکن سیاسی عدم استحکام مسلسل سلامتی کے لیے بڑا خطرہ ہے۔ بیکری کی اشیاء اور گھریلو استعمال کے مصالحوں پر 18% جی ایس ٹی لگا دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بجٹ میں 150 ارب کے نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں جن میں انسانی بنیادی ضروریات کی اشیاء بھی شامل ہیں مثلاً گھی، خوردنی تیل اور یہ فہرست اتنی طویل ہے کہ تحریر بہت پھیل جائے گی اس سب کچھ کے باوجود حسب معمول حکومت کا دعویٰ ہے کہ غریب آدمی متاثر نہیں ہوگا۔ قصہ کوتاہ معاشی طور پر ملک آگے بڑھنے کی بجائے پسپائی پر ہے حکومت کی کوئی واضح اور مثبت معاشی پالیسی سامنے نہیں آئی۔ البتہ زبانی دعوؤں میں ہر آن زمین وآسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں۔ عوام گزشتہ چالیس سال سے ایک ہی قسم کے نعرے اور دعوے سن کر تنگ آچکے ہیں عوام اب ان دعوؤں کو الفاظ کی شعبدہ بازی قرار دیتے ہیں اور سوشل میڈیا پر اپنے جذبات کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔ راقم کے نزدیک ''شرفا'' کی حکومت مرکز میں ہو یا پنجاب میں چونکہ بانی پی ٹی آئی کے حوالے سے کوئی بیانیہ بنانے میں بُری طرح ناکام ہوئی ہے۔ لہٰذا مقتدرہ کے نزدیک اُن کی اصل ناکامی یہ ہے اور یہ ناقابلِ معافی جرم ہے۔ مقتدرہ سمجھتی ہے کہ خراب کارکردگی حکومت کی ہے اور نزلہ فوج پر گرتا ہے عوام سمجھتی ہے کہ ایسی حکومت فارم 47 کے ذریعے لائی گئی ہے۔ لہٰذا مقتدرہ سے بھی بُعد پیدا ہونا منطقی بات تھی۔ مقتدرہ کے مطابق حکومت کی ناکامیوں کا ملبہ اُس پر گر رہا ہے لہٰذا اب وہ اس سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن مقتدرہ کے معاملات چونکہ بانی پی ٹی آئی سے بھی طے نہیں ہورہے۔ لہٰذا معاملہ فی الحال ملتوی ہوتا جا رہا ہے۔ قارئین یہ بات بھی نوٹ کریں کہ امریکہ اسرائیل اور ایران کی جنگ بندی کے حوالے سے جو پاکستان نے نیک نامی کمائی اور دنیا بھر میں پاکستان کا نام سامنے آیا ہے۔ اُس میں بھی عالمی سطح پر خاص طور پر امریکہ براہِ راست معاملہ آرمی چیف عاصم منیر سے کر رہا ہے اور حکومت کو ignore کر رہا ہے۔ امریکہ کے نائب صدر J.D.Vance کا یہ کہنا کہ اُن کا بھارت سے تعلق اُن کی بیوی کی وجہ سے ہے اور پاکستان سے تعلق عاصم منیر کی وجہ سے معنی خیز ہے۔ اس کی ایک وجہ یقیناً یہ بھی ہے کہ وزیراعظم صاحب نے ساری دنیا کے سامنے ٹرمپ کی تعریف وتوصیف ہی نہیں بے جا چاپلوسی اور عجیب وغریب حرکات کیں۔ اُس سے وزیراعظم پاکستان کے عہدہ کی بے حرمتی ہوئی۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ وزیراعظم صاحب کے اس طرزِ عمل پر ٹرمپ نے میڈیا کے سامنے کہا تھا کہ جو کچھ میرے سامنے کہتے ہو میری بیوی کے سامنے بھی کہو یہ پاکستان کے لیے بہت توہین آمیز جملہ تھا۔ بہر حال سیاسی عدم استحکام اور معاشی گراوٹ کی وجہ سے ''شرفا'' کی دونوں حکومتیں اسٹیبلشمنٹ پر بوجھ بن گئیں ہیں جسے اتارنا اب اُن کی مجبوری بن گئی ہے۔ بہرحال دہشت گردی، سیاسی عدم استحکام، کشمیر میں روز بروز بڑھتی ہوئی عوامی تحریک، گلگت بلتستان میں ہونے والے انتخابات پر ردِعمل اور نہ جانے کتنے داخلی اور خارجی مسائل میں گھرے ہوئے پاکستان کے عوام کو اس بجٹ سے مزید تکالیف اور پریشانی میں دھکیل دیا گیا ہے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور پاکستان پر رحم فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اس پر سنجیدگی سے غور کریں کہ ہماری زبوں حالی کے کیا اسباب ہیں۔

❁❁❁

..... خداؤں کی زد میں ہوں!

شوکت اللہ شاکر

فاروق روکھڑی کا یہ شعر:

ابلیس! تیری ایک خدا سے نہ بن سکی
مجھ کو بھی دیکھ کتنے خداؤں کی زد میں ہوں

محض ایک شعری تخیل نہیں بلکہ ایمان کی دنیا میں اترنے والا ایک گہرا، جھنجھوڑ دینے والا سوال ہے:

یہ شعر ابلیس کی ناکامی، اس کی مردودیت اور راندۂ درگاہ ہونے کو محض ایک تاریخی واقعہ بنا کر پیش نہیں کرتا، بلکہ اسے ہر اُس شخص کے سامنے ایک زندہ اور روشن آئینے کی صورت رکھ دیتا ہے جو ایمان کا داعی ہو، شعوری طور پر خود کو سچا مومن سمجھتا ہو، اور بالفعل اقامتِ دین کی جدوجہد میں اپنی آزاد مرضی سے ایک قافلے کا راہی اور شریک بن چکا ہو۔

ابلیس اللہ تعالیٰ کے ایک ہی حکم پر ٹھوکر کھا گیا۔ اس کی سرکشی واضح تھی، اس کا استکبار نمایاں، اور اس کی حکم عدولی اعلانیہ۔ اس نے آدمؑ کو سجدے سے انکار کیا اور ہمیشہ کے لیے مردود ٹھہرا۔ اس کے مقابلے میں ایمان کا دعویٰ رکھنے والا انسان خصوصاً وہ جو اقامتِ دین کے عظیم مقصد کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے، اس کی آزمائش کہیں زیادہ نازک، باریک اور طویل ہوتی ہے۔ وہ پورے شعور اور یقین کے ساتھ اعلان کرتا ہے:

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾﴾ (الانعام) ”بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔“

گویا دل کی گہرائیوں سے یہ عہد دہراتا ہے: ؎

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں، میں اسی لیے نمازی

وہ اللہ کی پکار پر لبیک کہہ دیتا ہے، بہت سے ظاہری دنیاوی کام، دھندے اور سہولتیں چھوڑ دیتا ہے، مگر اصل امتحان اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اقامتِ دین کی جدوجہد کے تقاضوں کو پورا کرنے کے سفر میں قدم قدم پر رکاوٹیں حائل ہو جاتی ہیں۔ یہی وہ نازک مرحلہ ہے جہاں دل ایک شدید اور دردناک کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا: ؎

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

یہ کشمکش دراصل ایک طرف دین کے مطالبات اور دوسری طرف دنیا کے تقاضوں کے درمیان فیصلہ کن معرکہ ہے۔ یہ وہ کڑا امتحان ہے جہاں بہت سے لوگ لغزش کھا جاتے ہیں۔ اگر اس مقام پر کوئی شخص دنیاوی تقاضوں کو دین پر مقدم کر لے تو گویا وہ عملاً اپنے دعوائے ایمان سے منحرف ہو جاتا ہے۔ زبان پر تو لا اِلٰہ اِلا اللہ باقی رہتا ہے، مگر عمل میں خواہشِ نفس، مفاد، آسائش اور مصلحت اس کے معبود بن جاتے ہیں۔

قرآنِ کریم اس خطرناک حقیقت کو پوری وضاحت کے ساتھ یوں بے نقاب کرتا ہے:

﴿اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ﴾ (الجاثیہ: 23)

”کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا؟“

آج کا المیہ یہی ہے کہ ہم بیک وقت کئی خداؤں کی زد میں ہیں۔ مال و دولت، کاروبار، دکان، دفتر، ادارہ، ملازمت، بیوی بچے اور معاشی ذمہ داریاں یہ سب اگر اللہ کی اطاعت کے تابع نہ رہیں تو آہستہ آہستہ ہمارے پاؤں کی بیڑیاں بن جاتی ہیں۔ ہم سجدہ تو اللہ کو کرتے ہیں، مگر فیصلے ان زمینی خداؤں کے اشاروں پر کرنے لگتے ہیں۔

حالانکہ سچا انقلابی وہی ہے جو اللہ کی پکار پر لبیک کہہ کر واقعی اسی کا ہو جائے۔ جو یہ حقیقت سمجھ لے کہ دین کا کام دنیاوی امور کو مقدم رکھ کر نہیں، بلکہ دین کو مقدم رکھ کر ہی انجام دیا جا سکتا ہے۔ دنیا کے کام اگر دین کے تابع ہوں تو نعمت بن جاتے ہیں، اور اگر دین پر حاوی ہو جائیں تو یہی سب سے بڑی آزمائش بن جاتے ہیں۔

ان زمینی خداؤں کے شکنجے سے نکلنے کا راستہ ایک ہی ہے، جسے علامہ اقبال نے ہمیشہ کے لیے امر کر دیا: ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یعنی وہ ایک سجدہ جو صرف اللہ کے لیے ہو، جو ہر خوف، ہر مفاد اور ہر خواہش سے آزاد ہو وہی انسان کو ہزاروں جھوٹے سجدوں سے نجات دیتا ہے۔

اقامتِ دین کی جدوجہد دراصل اسی اخلاص، اسی توحید اور اسی یکسوئی کا نام ہے۔

اگر اقامتِ دین کا راہی دین کے کام کو دنیاوی کاموں پر ترجیح دے، دین کو مقدم رکھے، اور دنیا کے کاموں کو دین کے تابع کر دے، بلکہ اگر دین کے لیے دنیا کی کچھ قربانی بھی دینی پڑے تو خوش دلی سے دے۔ تو پھر واقعی اُسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ پورے شعور اور یقین کے ساتھ ابلیس کو للکار کر کہہ سکے:

ابلیس! تیری تو ایک خدا سے نہ بن سکی، اور میں زمینی خداؤں کی زد میں رہ کر بھی ایک اللہ کا ہی ہو کر رہا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اخلاصِ نیت، توحیدِ خالص اور دین کو ہر شے پر مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین!

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ

☆ تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے مبتدی رفیق محترم شبیر احمد کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

☆ نائب ناظم اعلیٰ و امیر حلقہ بہاول نگر محترم پروفیسر محمود اسلم کی ہمشیرہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

☆ امیر حلقہ کراچی وسطی محترم خالد محمود کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، نیو ملتان کے ملتزم رفیق محترم محمد طارق سومرو کی چھوٹی بہن وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0302-7438252

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ابھی امریکہ اسرائیل کی چھیڑی جنگ پر بلند بانگ اعلانات کے ساتھ ایران سے جنگ بندی معاہدے کی سیاہی پھیکی نہ پڑی تھی، گونج کی بازگشت باقی تھی کہ امریکہ نے دوبارہ ایرانی ساحل پر ڈرون حملہ کر دیا۔ ساتھ ہی ایرانی حملے سے کویت اور بحرین میں فوراً ہوائی سائرن بج اُٹھے! اس مرتبہ بحرین کی رہائشی عمارت کو نقصان پہنچا۔ اگرچہ اموات نہ ہوئیں۔ کویت نے شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ گھناؤنی جارحیت ہماری خودمختاری کی مکمل خلاف ورزی ہے۔ تمام علاقائی اور بین الاقوامی امن کی کوششوں کو خاک میں ملانے کے مترادف ہے۔ یاد رہے کہ اسرائیلی اور صہیونی لابی جنگ بندی قبول کرنے پر رضامند نہ تھی۔ ادھر رہائشی بلڈنگ پر حملہ حرمت والے ماہِ محرم کی بھی نفی ہے۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔

یہ لامتناہی سلسلہ ہائے جنگ جو مستقل اُلجھاؤ بڑھانے پھیلانے پر کمربستہ طاقتیں بضد ہیں، علاقائی بحران کا آرمیگڈون کی طرف رخ ہے؟ ٹرمپ یورپ کو بھی ملوث کرنا چاہتا ہے......! اسی ضمن میں دھیان بٹانے کو دوسری طرف ورلڈ کپ میں گرم خون جوانیاں مصروف کر رکھی ہیں۔ پچھلے عالمی جنگوں کے تجربات نے انہیں یہ ضرور سکھا دیا ہے کہ اپنے بڑے ممالک درہم برہم کرنے کی بجائے انہیں مصروف رکھو تا کہ وہ مظاہروں کی بجائے خون کا ابال کہیں اور نکالیں۔ معاشی سرگرمی، ڈوبتی امریکی معیشت کا بھی مداوا کر سکے۔ باقی دنیا کالی سکرینوں پر بیٹھی نعرے لگائے۔ اہم ترین کام پس پشت چلے جائیں اور نعرہ رائج الوقت عنایت علی خان مرحوم کا استعمال ہو۔ 'ذرا یہ ورلڈ کپ ہولے پھر اس کے بعد دیکھیں گے!' سو تصاویر ایسی ہی شائع ہوئیں کہ مسلم ممالک میں غزہ، شام، لبنان یا خلیجی ممالک میں جنگی بربادی کی بجائے نگاہیں فٹ بال پر مرتکز رہیں۔ جبکہ غزہ کا قدیم ترین فٹ بال سٹیڈیم بے دخل فلسطینیوں کی خیمہ بستی ہے، جہاں چیمپئن شپ میچ ہوتے تھے اب اسرائیلی 'چیمپئنز یوں' کے ہاتھوں پناہ گزینوں کے کیمپ ہیں! تفو بر تو! کونو اقردۃ خسئین۔

غزہ پر اسرائیلی حملے تقریباً روزمرہ کی بنیاد پر جاری ہیں۔ ڈرون اور فائٹر جیٹ۔ ظاہری جنگ بندی کے باوجود نہ صرف ٹینٹوں کی کس مپرسی میں بیٹھے نشانہ بن رہے ہیں۔ بلکہ اسرائیل تقسیم کی پیلی لائن آہستہ آہستہ کھسکا کر غزہ کا علاقہ نگل رہا ہے۔ المصدر گاؤں میں 500 میٹر مزید لے چکا ہے۔ نتین یاہو کا اعلان ہے کہ دریائے اردن اور سمندر کے درمیان کہیں دو ریاستوں کی گنجائش نہیں ہے۔ ساتھ ہی اسرائیل کا فخریہ دعویٰ ہے کہ اس کے فوجیوں نے جنوبی شام میں اسرائیل کے زیر قبضہ علاقے میں کئی مسلح دہشت گرد مار دیئے ہیں۔ نیز وہ یہ سلسلہ جاری رکھے گا، جہاں کہیں بھی خطرہ محسوس کرے گا۔ یہ یو این کا بنایا ہوا محفوظ بفر زون ہے جہاں اسرائیل گھس بیٹھا ہے۔ گولان پہاڑیوں کے ساتھ جس پر اس نے اضافی 90 مربع میل، شام کے اپنے غیر قانونی قبضے میں لے رکھے ہیں۔ بشار الاسد (صرف 7 فی صد مخصوص فرقے کی آبادی کا نمائندہ!) باقی ملک کی اکثریتی آبادی پر 50 سال پہلے باپ حافظ الاسد اور پھر بیٹا بشار الاسد ملک بھر پر قابض رہے۔

عالمی مہاجرین کا دن امریکی سپر پاوری کے بوٹ تلے جب 20 جون 2026 کو منایا گیا، تو دنیا بھر میں 117.8 ملین افراد (جنگوں کی بنا پر) مہاجر ہیں۔ جبری بے دخلی میں UNRWA کے تحت لاکھوں فلسطینی بھی مہاجر ہیں۔ افغانستان، شام، سوڈان سے بڑی تعداد بے گھر ہوئی جو رفتہ رفتہ گھر لوٹی۔ شام کی 14 سالہ مسلط کی گئی جنگ (بشار الاسد و حمایتیوں کے ہاتھوں) سب سے بڑی مہاجرت کا عذاب ہمراہ لائی۔ ایک تہائی آبادی ملک سے بے دخل ہوگئی۔ ترکی، لبنان، اردن اور جہاں کہیں پناہ ملی جا نکلی۔ یہ ایک دن کا قصہ نہیں۔ مسلم آبادیاں بالخصوص نشانہ بنائی گئی ہیں۔ یاد رہے کہ گریٹر اسرائیل کی کہانی کا اہم حصہ شام ہے۔ اسرائیل اسی بنا پر ایران امریکہ مذاکرات اور دھیان بٹائے رکھنے کے پس پردہ غزہ تا شام اپنے قدم بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ یہ خوش فہمی نہ رہے کہ 60 روزہ جنگ بندی ہوگئی اور کہانی ختم۔

اب ٹرمپ نیٹو پر شدید ناراض کیوں بیٹھا ہے۔ نیٹو کی ہمراہی کیوں، کہاں ضروری ہے جو نیٹو سربراہ ٹرمپ کے شکوے دور کرنے امریکہ گیا ہے؟ گلوبل 'وار لارڈ' ایران پر حملے میں ساتھ نہ دینے پر یورپی طاقتوں سے بگڑا بیٹھا ہے۔ جس پر مارک رٹے (Rutte) نے مجبوراً راز ہائے درون خانہ کھول دیئے! کہا کہ 4 تا 5 ہزار امریکی جہاز یورپی اڈوں سے اس جنگ میں پرواز کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اٹلی نے 500 جہاز اڑانے کی اجازت دی۔ رومانیہ کو اپنی کمرشل پروازیں کم کرنی پڑیں تا کہ امریکی ٹینکر ایئرپورٹ پر رکھے جاسکیں! ہرمز کے دفاع اور دھماکہ خیز (Mines) بارودی سرنگیں ہٹانے میں بھی یورپی اتحادیوں نے مدد دی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یورپی قوموں نے کھلے عام اس جنگ میں بھرپور شمولیت سے انکار کیا کہ یہ یورپ کی جنگ نہیں ہے۔ (یوں بھی یورپی عوام غزہ جنگ اور ویسی ہی مزید جنگوں پر نہایت حساس رہے سو یہ یورپ کی مجبوری تھی!) مارک رٹے نے یہ بھی کہا کہ: ''اس جنگ کی قانونی حیثیت نہ تھی۔ جنگی قوانین کی خلاف ورزی بھی اس جنگ میں ہوتی رہی۔ یورپ نے بات چیت پر زور دیا۔''

ایران کو اس بیان پر موقع مل گیا اور فوراً نیٹو پر جنگ میں شراکت کا الزام دیا۔ کہ اس جنگ سے جانی نقصان، شہری تنصیبات اور وسیع تر تیل کا نقصان ہوا۔ ان تمام ممالک کو اپنے عوام اور دنیا کو اس کی وضاحت دینی ہوگی کہ وہ اس جنگ کا حصہ کیوں بنے؟ سو نیٹو میاں، ٹرمپ کو راضی نہ کر سکے، الٹا جنگ ان کے گلے پڑ گئی! اس کے ساتھ ہی اٹلی میں بھی وزیر اعظم کی شامت آ گئی! یورپ کے ایوانوں میں، اپوزیشن اور شہریوں نے بھی سوال اٹھا دیئے۔ اٹلی میں کہا گیا کہ یا تو حکومت ہمیں گمراہ کر رہی ہے یا رٹے کو دل کا دورہ پڑ گیا ہے۔ (پہلے تو نہ پڑا تھا اب شاید پڑ جائے!)

سارہ، نتین یاہو کی بیوی نے لوگوں کی ہمدردی لینے کو کہا: میرے بچوں پر ذاتی حملے کیے جا رہے ہیں۔ ایک برطانوی نے پوچھا: 'کیا تمہارے بچے فاقوں سے مر رہے ہیں؟ کیا ان پر بمباری ہوئی؟ کیا تم نے انہیں پلاسٹک کے تھیلوں میں وصول کیا؟ کیا جب وہ پانی حاصل کرنے کی کوشش میں تھے تو ان پر گولیاں چلیں یا اُن کی

پسلیاں توڑی گئیں؟ تمہارے مجرم شوہر نے یہ سب غزہ کے بچوں سے کیا!' یہ بات 2 ارب مسلمانوں میں سے کسی نے نہ کہی! یہ تو حساس برطانوی نے پوچھا! صرف 77 لاکھ اسرائیلی ہیں اور 2 ارب مسلمان انہیں مقدس ترین سرزمین اور اس کی ہیرے موتیوں سے زیادہ قیمتی پرعزیمت قوم کو کچلنے دے رہے ہیں؟ 9 ارب انسان امریکہ کے ٹرمپ کو کھلے عام اور یورپی طاقتوں کو ڈھکے چھپے اسرائیل کی اس خونیں جنگ میں مدد دیتے تماش بین ہیں؟ یہ سارا کھیل دنیا کے حکمرانوں کا ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے جسے یہ گمان ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ نہ موت آئے گی۔ نہ آگے کوئی پوچھ گچھ احتساب ہوگا۔ ہند رجب، فلسطینی بچی کو 52 ویں بٹالین نے مارا تھا تو 335 گولیاں برسائی تھیں۔ اسلحے کی فراوانی! دو ارب مسلمان شادیوں کی خوشی میں، انتخاب جیت کر ہوائی فائرنگ تو کر سکتے ہیں مگر ان کے اسلحہ خانوں میں وہ گولی ایجاد نہ ہو سکی جو نیتن یاہو، بن گویر، بے ذلیل سموٹریچ (یہ اس کا نام ہے، گالی نہیں دی!) کے سینے میں اتر سکتی؟ 20 جون کو اسی 52 ویں بٹالین کا کمانڈر لبنان جنگ میں مارا گیا! کب تلک احتساب سے بچو گے......؟

یورپ بھر میں شدید گرمی، موسمیاتی تبدیلی کے ہاتھوں ریکارڈ شکن ہے! جرمنی کا ریکارڈ ٹوٹ گیا۔ جرمنی، بلجیم، نیدرلینڈ، سپین، فرانس میں گرمی سے اموات بڑھ گئیں۔ اس شدت سے صحت، ماحولیاتی، حیاتیاتی نظام پر، زراعت اور لیبر پر اثرات مرتب ہوں گے۔ سوئٹزرلینڈ میں نیوکلیئر پاور پلانٹ بند کر دیئے گئے۔ ریل سروس کولون تا پیرس بند ہو گئی۔ قومی کلچرل تماشے روکنے پڑے۔ اب سوائے سر پر پانی ڈالنے کے اور تفریح ممکن نہیں۔ گرم جسم کے ساتھ ٹھنڈے پانی میں کودنا بھی جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ پیرس میں پریڈ مارچ روک دی گئی۔ جاؤ اب اسرائیل کو بم بھیجو اور بم پھاڑو۔ مکافاتِ عمل تو ہوگا۔ اللہ ہوش عطا فرمائے۔ الحمدللہ یورپ میں باضمیر افراد کی بھی کمی نہیں جنہوں نے نظامِ دنیا درست کرنے کو ان جنگی سالوں میں بے پناہ قربانیاں دیں جب ہمارے بڑے بڑے دم سادھے بیٹھے تھے۔ اللہ نے بہتوں کو ایمان سے بھی نوازا۔ دل کی زندگی مطلوب ہے مشرق میں ہو یا مغرب میں!

دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو
تیری نگہ توڑ دے آئینۂ مہر و ماہ

❁❁❁

پریس ریلیز 3 جولائی 2026ء

امریکہ۔ایران مذاکرات میں پاکستان کا کردار قابلِ تحسین ہے، اپنے گھر کو درست کرنے پر بھی توجہ دی جائے۔ عوام کو اُن کے تمام آئینی حقوق دیئے جائیں گے تو اُن کی ناراضگی دور ہوگی۔ ملکی سالمیت کے لیے قرآن وسنت کی بالادستی والے نظام کا نفاذ ناگزیر ہے۔

شجاع الدین شیخ

امریکہ، ایران مذاکرات میں پاکستان کا کردار قابلِ تحسین، اپنے گھر کو درست کرنے پر بھی توجہ دی جائے۔ عوام کو اُن کے تمام آئینی حقوق دیئے جائیں گے تو اُن کی ناراضگی دور ہوگی۔ ملکی سالمیت کے لیے قرآن وسنت کی بالادستی والے نظام کا نفاذ ناگزیر ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ عالمی سطح پر مذاکراتی عمل کو شروع کروانے میں پاکستان نے جس طرح مثبت کردار ادا کیا وہ خوش آئند ہے اور اُسے عالمی سطح پر بھی سراہا گیا ہے۔ اب اس سے آگے بڑھ کر اپنے گھر کو درست کرنے اور پھر عالمِ اسلام کے اتحاد کے لیے کمر کسنے کی ضرورت ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ بلوچستان اور کے پی میں تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات لمحۂ فکریہ ہیں اور اگرچہ اس میں 'فتنہ ہندوستان' کا بھی کردار ہے لیکن اس میں بھی شک کی گنجائش نہیں کہ ان صوبوں کے عوام کے ساتھ کی گئی زیادتیوں کے نتیجہ میں عدم اعتماد اور ناراضگی کی فضا پیدا ہوئی، جس کا جلد از جلد ازالہ کیا جانا ضروری ہے۔ پھر یہ کہ آزاد کشمیر میں عوامی احتجاج پر حکومتی کریک ڈاؤن سے نہ صرف پاکستان کے کشمیر پر اصولی موقف میں کمزوری پیدا ہوئی ہے بلکہ بھارت سمیت پاکستان دشمن قوتیں آزاد کشمیر کے حالات کو مزید بگاڑنے کے لیے متحرک ہو چکی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ برادر مسلم ملک افغانستان کے ساتھ کشیدگی کو کم کرنے کے لیے مذاکرات کا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمی سطح پر اگر پاکستان نے مستقبل میں مسلم ممالک کے اتحاد و اتفاق کے لیے کوئی کام کرنا ہے تو پہلے اپنے گھر کو درست کرنا ہوگا۔ عوام کے تمام حقوق کی پاسداری کرنا ہوگی۔ سیاسی، معاشی، معاشرتی، عدالتی الغرض انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطح پر اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ کرنا ہوگا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ملکی سالمیت اور اُمتِ مُسلمہ کی فلاح وبہبود کے بڑے مشن کو ادا کرنے کے لیے پاکستان میں قرآن وسنت کی بالادستی قائم کر کے ملک کو حقیقی معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

قرآنِ حکیم کی فکری وعملی رہنمائی (آن لائن کورس)

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بذاتِ خود مرتب اور بیان کردہ

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مشتمل۔ الہدیٰ سیریز کے 44 آڈیو لیکچرز

Learning Management System

موبائل فون پر لیکچر سنیں۔ موبائل فون پر پیپر حل کریں۔ موبائل فون پر رزلٹ حاصل کریں

Sign up at: www.QuranAcademyLahore.com

Whatsapp: 03334470224

36-K Model Town Lahore مرکزی انجمن خدام القرآن

گرمی کی لہر اور انسانی جسم

ڈاکٹر عائشہ انور

ہمارے یہاں عموماً سال کے بارہ مہینوں میں سے آٹھ ماہ گرمی پڑتی ہے، صرف دو مہینے سردی رہتی ہے تو دو مہینے موسم معتدل سا رہتا ہے۔ رواں مہینہ گرمی کی شدت کا مہینہ ہے، مگر اپریل تا اگست پورا ملک گرمی کی شدید لپیٹ میں رہتا ہے۔

سورج کی گرمی اور تیز شعاعیں سب سے زیادہ انسانی جلد پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ اثرات صرف خلیات اور ٹشوز تک محدود نہیں ہوتے، بلکہ ڈی این اے اور جینز تک متاثر ہو سکتے ہیں۔ اس وقت جلد کی سرطان کی ایک بہت بڑی وجہ یہ الٹراوائلٹ شعاعیں ہی ہیں۔

عموماً گرمی میں بہت زیادہ پسینہ آتا ہے، جس کے بعد سارا جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ پسینے کے اخراج سے جسم سے نمکیات (Electrolylets) کا اخراج بھی بڑھ جاتا ہے۔ نتیجتاً جسم میں نمکیات کا توازن بگڑ جاتا ہے، جو مختلف بیماریوں اور پیچیدگیوں کا باعث بن سکتا ہے۔ گرمی کی شدت سے بعض اوقات جسم کا درجۂ حرارت بھی بڑھ جاتا ہے۔ جس سے Heomostasis کا نظام غیر متوازن ہوتا ہے اور درجۂ حرارت کا نظام (Thermo regulation) بھی غیر متوازن ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں فرد کو مسلسل بخار رہتا ہے۔ جس کا اگر بروقت اور درست علاج نہ کروایا جائے تو مریض کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

گرمی کی مسلسل تپش سے جسم کی بیرونی جلد پر Heat Crams بھی پڑ جاتے ہیں۔ یہ مرض زیادہ تر 16 سال سے 40 سال تک کی عمر کے افراد میں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے پیٹ اور ٹانگوں کے عضلات بہت کمزور پڑ جاتے ہیں۔ اور جسم کو سکڑنے اور پھیلنے میں بہت درد محسوس ہوتا ہے۔ اس کا علاج صرف فزیوتھراپی ہے۔ دافع درد ادویہ اس مرض کے لیے سودمند نہیں۔

40 سال تک کی عمر کے افراد کو Heat Exhaustion بھی ہو جاتی ہے۔ یہ مرض ہیٹ کرمز سے زیادہ خطرناک ہے۔ یہ گرمی کی شدت اور سورج کی براہ راست کرنوں سے متاثر ہونے کے سبب زیادہ لاحق ہو سکتا ہے۔ یہ مرض عموماً زیادہ عمر کے لوگوں کو ہو جاتا ہے۔ البتہ یورپ میں اس کے مریض بہت زیادہ، مگر مختلف عمر کے پائے جاتے ہیں۔ یہ مرض جسم کے دفاعی نظام پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بروقت تشخیص و علاج نہ ہونے کے سبب موت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ ایسے زیادہ تر امراض کا شکار، وہ افراد ہوتے ہیں، جو کارخانوں، فیکٹریوں یا تعمیراتی کاموں پر ہوتے ہیں۔ وہ افراد جن کے ذمے دھوپ میں ڈیوٹی انجام دینا ہو، مثلاً سکیورٹی گارڈز، ٹریفک سارجنٹس، اور ایسے افراد جنہیں سر چھپانے کا ٹھکانہ میسر نہ ہو یا فوج، پولیس کے محکموں سے وابستہ افراد بھی ان امراض کا شکار ہو سکتے ہیں۔ نیز وہ افراد بھی، جو دن بھر شدید گرمی میں بھوکے، ننگے پھرتے رہیں اور رات کو کھلے

> فریزر میں پڑے کھانوں اور بازاری اشیاء کی بجائے تازہ سبزیوں اور پھلوں کا استعمال مفید ہے

آسمان تلے سو جائیں تو انہیں Hyper Thermia کا مرض لاحق ہو جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ ہلکے پھلکے اور ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنیں، جب بھی پسینہ آئے تو فوراً ہوا میں نہ جائیں، پہلے اسے خشک کریں پھر ہوا میں بیٹھیں۔ پانی کا استعمال، جس قدر بڑھا سکیں، بڑھا دیں، تاکہ جسم کے اندرونی نظام کچھ حد تک توازن میں رہیں۔

احتیاطی تدابیر برائے موسم گرما:

موسم کوئی بھی ہو ہمیں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے لیکن باقی موسموں کی نسبت ہمیں گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر اپنانے کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے کیونکہ اگر آپ احتیاط نہیں کرتے تو اس گرم موسم میں آپ بیمار پڑ سکتے ہیں اور کئی ایسی بیماریوں کا شکار ہو سکتے ہیں جو جان لیوا بھی ہیں، موسم گرما کے امراض میں لو لگنا، سر درد ہونا، بخار ہو جانا، پھوڑے پھنسیاں نکل آنا، بھوک کی کمی، فوڈ پوائزنگ، دست لگ جانا، گھبراہٹ کا ہونا، پیچش، ہیضہ اور یرقان شامل ہیں۔

گرمی کے موسم میں پسینہ زیادہ آتا ہے، اس کے لیے آپ ڈیوڈرنٹ (عطر) کا استعمال کریں تاکہ پسینے کی بو سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کے علاوہ موسم گرما میں آنکھیں بھی خراب ہو جاتی ہیں، اس لیے باہر نکلتے وقت دھوپ سے بچاؤ کے لیے چشمہ استعمال کریں اور دن میں 5 سے 6 مرتبہ ٹھنڈے پانی سے چہرہ دھوئیں اور آنکھوں پر پانی ڈالیں، پیدل چلنے والے حضرات و خواتین چھتری یا چادر کا استعمال ضرور کریں کیونکہ تیز سورج کی شعاعیں اور ان کی تپش سے آپ کی جلد خراب ہو جاتی ہے یا جل بھی سکتی ہے، کیونکہ چہرے کی جلد انتہائی نازک ہوتی ہے۔

گرمی سے بچاؤ کے لیے مزید حفاظتی تدابیر

سب سے پہلے تو آپ گرمیوں میں پانی کی مقدار بڑھا دیں تاکہ جسم میں پانی کی کمی نہ ہو اس کے لیے آپ مشروبات کا استعمال بھی کر سکتے ہیں، جس میں لیموں پانی، ستو، لسی اور گنے کا رس قابل ذکر ہیں، جو جسم کے درجہ حرارت کو کم کرنے میں مددگار ہیں، اس کے علاوہ سبزیوں کا استعمال بھی بڑھا دیں تاکہ گرمی کی شدت سے ہمارا معدہ تندرست رہے اور ہمارا جسم بھی گرمی کی شدت اور اثرات سے محفوظ رہ سکے، سبزیوں کے ساتھ دہی، کھیرے اور پودینے کا رائتہ بھی گرمیوں میں انتہائی مفید ہوتا ہے، یہ ہمارے کھانوں کے جلد ہاضمے کے لیے بہت ضروری ہے۔

گرمیوں میں ہمیشہ تازہ خوراک کا استعمال کریں، باسی کھانوں سے اجتناب کریں، موسم گرما میں تربوز، خربوزہ، کھیرا، انگور اور لیموں کا استعمال زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے، کیونکہ ان میں پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور یہ جسم کا درجہ حرارت کم رکھنے میں بھی مدد کرتے ہیں اور ان کے استعمال سے خون بھی پتلا رہتا ہے، جس سے بلڈ پریشر کے مریضوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

بوڑھے اور ایسے افراد جو دل کے امراض میں مبتلا ہیں، ان کی احتیاط خاص طور پر کریں، انہیں ٹھنڈے کمرے میں رکھیں جہاں تازہ ہوا بھی آتی ہو، اس کے علاوہ غیر ضروری طور پر گھر سے باہر نہ نکلیں، خاص طور پر دوپہر 12 بجے سے شام 4 بجے تک ہرگز باہر نہ جائیں اور اگر باہر جانا ضروری ہے تو سر اور چہرے کو کسی کپڑے سے

ڈھانپ کر نکلیں، چہرے پر سن بلاک کا استعمال ضرور کریں اور اپنے ساتھ پانی کی بوتل ضرور رکھیں، گرمیوں میں کپڑے ڈھیلے ڈھالے پہنیں اور ایسے کپڑوں کا انتخاب کریں جو ہلکے رنگ کے ہوں، کیونکہ تیز رنگ سورج کی گرمی کو جذب کرتے ہیں۔

ایسے افراد جو بیمار ہیں، ان کا زیادہ خیال رکھیں، گرمی میں بچوں کو باہر نہ جانے دیں، اگر خدانخواستہ کسی کو ہیٹ اسٹروک یعنی لو لگ جائے تو اُسے فوراً ہسپتال پہنچایا جائے یا قریبی ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ موسم گرما میں باہر کی اشیاء کھانے سے مکمل پرہیز رکھیں کیونکہ یہی کھانے ہیضہ، یرقان اور دست کا موجب بنتے ہیں، اس سے بہتر ہے کہ آپ تازہ سبزیوں اور پھلوں کا استعمال کریں، گلے سڑے پھلوں اور سبزیوں کے استعمال سے گریز کریں، اس کے علاوہ ایسا کھانا جو زیادہ دیر فریج میں پڑا رہے، اسے بھی استعمال میں نہ لائیں کیونکہ یہ بھی جراثیم کا سبب بنتا ہے اور آپ کو بیمار کر سکتا ہے۔

گرمیوں میں گھر کی صفائی کا خاص خیال رکھیں، مچھروں، مکھیوں اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رہنے کے لیے گھر میں اسپرے کروائیں، گرمی سے محفوظ رہنے کے لیے روزانہ غسل لیں، اگر گرمی کی شدت زیادہ ہو تو دن میں دوبار غسل کرنا بیماری سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔ گرمیوں میں اکثر بچے دریا یا نہر کا رخ کرتے ہیں، انہیں اس طرف نہ جانے دیں کیونکہ نہر یا دریا میں نہانا خطرے سے خالی نہیں، اس میں جان کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے، آج کل محفوظ سوئمنگ پول موجود ہیں، جہاں بچوں کو بھیجا جا سکتا ہے۔ ❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پوٹھوہار کے ملتزم رفیق محترم محمد نواز کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا جس میں وہ خود، ان کی اہلیہ اور بچے شدید زخمی ہوئے، اور ہاسپٹل میں داخل ہیں۔

☆ حلقہ پوٹھوہار کے مبتدی رفیق محترم جاوید اسلم کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

موجودہ صورتحال

(ب) ان بنیادوں پر بینکنگ کے نظام کا خاکہ کچھ اس طرح ہوگا کہ ایک طرف بینک نجی بچتیں کرنٹ اکاؤنٹ اور پی ایل ایس سیونگ اکاؤنٹ کی بنیاد پر اکٹھی کریں گے۔ اور دوسری طرف اوپر دیے گئے Options کے مطابق سرمایہ کاری کی جائے گی۔

1) اس مقصد کے لیے کرنٹ اکاؤنٹ کے علاوہ عام کھاتہ داروں سے نفع و نقصان کی بنیاد پر رقم وصول کی جائے گی' جو کہ مضاربہ اکاؤنٹ' مشارکہ اکاؤنٹ' اجارہ اکاؤنٹ کے تحت ہوں گے۔ منافع کا تناسب بینک اور کھاتہ داروں کے درمیان پہلے سے طے کیا جائے گا۔ مثلاً: [1/2 : 1/2]' [1/4:3/4]' [1/3 : 2/3] وغیرہ۔ متذکرہ بالا تینوں کھاتوں کو الگ الگ ایڈمنسٹر کیا جائے گا۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1532 دن گزر چکے!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 جون تا یکم جولائی 2026ء)

جمعرات 25 جون: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 26 جون: خطابِ جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا۔

بدھ یکم جولائی: رات کو لاہور آمد ہوئی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا نیز تنظیمی امور انجام دیے۔ متفقہ قرآنی نصاب کے حوالہ سے مختلف ذمہ داریاں ادا کیں۔ معمول کی ریکارڈنگز کرائیں۔ بعض احباب سے تعزیت و عیادت کے حوالہ سے رابطہ رہا۔

ہفت روزہ ''ندائے خلافت''

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب،
ایک علمی، دعوتی اور تربیتی رسالہ!

صرف آپ ہی کے زیرِ مطالعہ کیوں؟

وقت اور حالات کی اشد ضرورت ہے کہ اسے ایک مشن سمجھ کر واعظین و مربیین، تعلیمی اداروں، لائبریریوں، مکتبہ جات اور ہر گھر و فرد اور خاص طور پر الاقرب فالاقرب کی بنیاد پر اپنے دوست، احباب اور اعزہ و اقرباء تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔ ان شاء اللہ!

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کی مختلف یونیورسٹیز و کالجز کے اساتذہ کرام کے ساتھ خصوصی نشست

یہ خصوصی پروگرام 14 مئی 2026ء کو بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی لاہور میں حلقہ لاہور غربی کے زیرِ اہتمام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز محترم قاری احمد ہاشمی کی تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔

تلاوت کے بعد میزبان جناب وقار القیوم نے تمام مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا اور ان کے سامنے اس پروگرام کا مقصد اور کا فارمیٹ رکھا۔

اس کے بعد تمام معزز مہمانوں سے مختصر تعارف حاصل کیا گیا۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ نے تمام شرکاء کے سامنے اپنا مختصر تعارف پیش کیا۔ امیر محترم نے ''تعلیمی اداروں میں اسلامی عالمی نظریے کا انضمام'' کے موضوع پر تقریباً پچیس منٹ کا پُر مغز خطاب فرمایا۔

انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان استاد کا کردار محض علم کی منتقلی نہیں بلکہ کردار سازی ہے۔ علم کی ابتدا اللہ کے نام سے ہے، اور تمام علوم کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے۔ علم الاسماء اور علم وحی؛ مادّی علوم کو روحانی بنیاد پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام کی بنیادی اقدار میں مقصدِ حیات کا شعور پیدا کرنا ضروری ہے۔

انہوں نے کہا کہ ضابطۂ اخلاق اور اسلامی طرزِ زندگی...... اقدار کو طرزِ عمل میں ڈھالنا تعلیم کا حتمی ہدف ہے۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں شرکاء کے سامنے درج ذیل عملی تجاویز پیش کیں؛

1۔ نصاب کی تجدید...... اسلامی اصولوں سے متعلق مضامین کو شامل کیا جائے۔

2۔ اساتذہ کی تربیت...... تنظیم اسلامی کی طرف سے پیشکش کی گئی کہ اساتذہ کی تربیت کے لیے مواد فراہم کیا جائے تا کہ وہ طلبہ میں اسلامی اقدار راسخ کر سکیں۔

3۔ سماجی حلقوں سے ربط...... اسلامی اور عمومی تنظیموں کے ذریعے طلبہ تک رسائی کو وسعت دی جائے۔

4۔ الحاد اور ہم جنس پرستی اور Transgenderism جیسے فتنوں کا مقابلہ اس چیلنجز کا بیّن ذکر کیا گیا اور اساتذہ کو ان کے بارے میں آگاہ رہنے کی تلقین کی گئی۔

اس کے بعد امیر محترم نے کچھ جامعات اور اپنے حلقہ احباب میں سے کچھ اساتذہ کرام کے چند عملی تجربات پیش کیے کہ وہ کس طرح دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے طلبہ کی دینی تربیت کے لیے بھی مصروفِ عمل ہیں۔

امیر محترم کے خطاب کے بعد شرکاء کو اپنے چیلنجز اور تجاویز پیش کرنے کا موقع دیا گیا جس میں درج ذیل اہم نکات سامنے آئے:

1۔ غور و فکر پر زور، طلبہ کو تدبر و تفکر کی عادت ڈالی جائے۔

2۔ قرآنی تعلیمات کا ہر مضمون میں امتزاج، کوئی بھی مضمون قرآنی اقدار سے جدا نہ ہو۔

3۔ گرمیوں کی تعطیلات میں اساتذہ کی ترقیاتی نشستیں فیکلٹی ڈویلپمنٹ پروگرام اسلامی خطوط پر ہوں۔

4۔ علم اور عمل کے درمیان خلا اسلامی تعلیمات کے عملی اطلاق اور کردار سازی پر توجہ دی جائے۔

5۔ اسلامیات کے نصاب کی ازسرِ نو تشکیل مضمون کو جدید تقاضوں کے مطابق بنایا جائے۔

6۔ آن لائن بنیادوں پر پروگرام کا تسلسل وسیع تر شرکت کے لیے آن لائن پلیٹ فارم کی تجویز۔

7۔ والدین کا کردار طلبہ کی اخلاقی ترقی کے لیے اس طرح کے مزید پروگرامز کا انعقاد اور ان میں والدین کو بھی شرکت کا موقع۔

8۔ اساتذہ کرام کو دینی و علمی مواد کی فراہمی تا کہ وہ اس کی بنیاد پر طلباء کی دینی تربیت کے لیے کوشش کر سکیں۔

بعد نماز عشاء امیر تنظیم نے تنظیم اسلامی کے مراکز و قرآن اکیڈمیز میں قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے منعقد ہونے والے کورسز اور تحقیقی کام کا تعارف کروایا اور قرآن مجید کی تعلیم کو معاشرے کی ہر سطح پر عام کرنے کے حوالے سے بات کی۔

اس کے بعد امیر محترم نے تمام شرکاء کا ان کی شرکت پر ایک بار پھر خلوصِ دل سے شکریہ ادا کیا۔ تمام معزز مہمانوں کو بطور اظہارِ تشکر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کچھ کتب تحفتاً پیش کی گئیں۔

پروگرام کے آخر میں شرکاء نے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کیں۔ پروگرام خوشگوار اور پُرامن ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں مختلف یونیورسٹیز و کالجز کے 22 اساتذہ کرام نے شرکت کی۔ (رپورٹ: نوید احمد قریشی، ناظم نشر و اشاعت حلقہ لاہور غربی)

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ حلقہ فیصل آباد

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ 19 جون بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر گوجرہ پہنچے۔ رفقاء اور احباب نے ان کا استقبال کیا۔ جناب ڈاکٹر خالد لطیف کے گھر امیر محترم کا قیام تھا۔ چھ مقامی پروفیسرز حضرات نے چائے کی نشست میں امیر محترم سے ملاقات کی۔ بعد نمازِ مغرب الہدیٰ انٹرنیشنل گوجرہ کیمپس میں امیر محترم نے ''عالمی حالات کی پس منظر میں ہمارے کرنے کا اصل کام'' کے موضوع پر ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔ حاضری کم و بیش تین سو کے قریب تھی۔ اس پروگرام کی خاص بات گوجرہ میں امیر تنظیم کا پہلا دعوتی خطاب تھا۔ مقامی رفقاء کے ساتھ احباب نے بھی اس کے لئے خوب محنت کی۔ فیصل آباد کے رفقاء نے دعوت کے ساتھ ساتھ انتظامی معاملات میں بھی معاونت کی۔ تنظیم کی طرف سے مکتبہ بھی لگایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے اور گوجرہ میں تنظیمی فکر و تعارف کے پھیلنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اس کے بعد امیر محترم فیصل آباد کی طرف روانہ ہوئے اور رات قرآن اکیڈمی میں بسر کی۔

ہفتہ کی صبح ساڑھے سات بجے ناشتے کے پروگرام میں امیر محترم نے تین نئے مقامی امراء سے تعارف حاصل کیا۔ امیر محترم کے مشیر اور قرآن اکیڈمی فیصل آباد کے صدر محترم ڈاکٹر عبد السمیع بھی موجود تھے۔

ساڑھے آٹھ بجے امیر محترم کی رفقاء کے ساتھ نشست تھی۔ تلاوت اور کلام اقبال کے بعد امیر محترم نے افتتاحی کلمات ادا فرمائے۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے حلقہ کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد نئے رفقاء نے فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کیا۔ چائے کے وقفے کے بعد سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ پھر مبتدی اور ملتزم رفقاء کی بیعت ہوئی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد امیر محترم نے حلقہ کے ذمہ داران سے ملاقات کی۔ سب سے پہلے حلقہ کے ذمہ داران کا تعارف حاصل کیا گیا۔ اس کے بعد مقامی امراء نے اپنے نقباء و معاونین کا تعارف کروایا۔ منفرد نقباء کے تعارف کی باری اس کے بعد آئی۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

پروگرام کے بعد امیر محترم ملتان کی طرف روانہ ہوئے۔ نائب ناظم اعلیٰ وسطی زون محترم پروفیسر محمود اسلم دورہ میں ان کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس دورہ کو خیر و برکت کا ذریعہ بنائے۔ سب رفقاء اور شرکاء کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین یا رب العالمین!

(رپورٹ: عمر رشید، ناظم نشر و اشاعت حلقہ فیصل آباد)

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- غزہ میں جنگ، بمباری اور انسانی بحران بدستور سنگین ہے۔ ایک تازہ فضائی حملے میں بچوں سمیت پانچ فلسطینی شہید ہوئے، جنگ بندی کے بعد سے اب تک اسرائیلی فائرنگ اور حملوں میں شہید ہونے والے فلسطینیوں کی تعداد 1900 تک پہنچ چکی ہے۔ خوراک، علاج اور بنیادی سہولتوں کے بحران کے ساتھ ساتھ شہریوں کے بینک اکاؤنٹس منجمد کیے جانے کی اطلاعات نے معاشی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ وزارتِ صحت کے مطابق شہداء کی تعداد 73 ہزار سے تجاوز جبکہ زخمیوں کی تعداد ایک لاکھ تہتر ہزار سے بڑھ چکی ہے۔
- مرکزی ادارہ شماریات فلسطین کے تازہ اعداد و شمار کے مطابق وزارت صحت کے ریکارڈ میں 22000 فلسطینی بچوں کی اموات ناموں کے ساتھ درج کی جا چکی ہے۔ غزہ کی وزارتِ صحت کے مطابق نومبر 2025ء میں جہاں 6076 بچوں کی پیدائش ریکارڈ کی گئی تھی، وہی تعداد اپریل 2026ء میں کم ہو کر صرف 2004 رہ گئی۔ چند ہی ماہ میں شرحِ پیدائش میں 67 فیصد کی کمی گہرے انسانی بحران کی نشاندہی کرتی ہے۔
- مغربی کنارے میں اسرائیلی افواج اور یہودی آبادکاری کی سرگرمیوں میں مزید شدت آ گئی ہے۔ رام اللہ میں نئی غیر قانونی بستی کے خلاف احتجاج کرنے والے فلسطینیوں پر آنسو گیس اور صوتی بموں کا استعمال کیا گیا، جس سے ایک صحافی بھی زخمی ہو گیا، جبکہ فلسطینیوں کو اپنی زرعی زمینوں تک رسائی سے بھی روکا گیا۔ دوسری جانب جنین کے مغرب میں زبوبہ کے علاقے میں اسرائیلی بلڈوزروں نے سینکڑوں زیتون کے درخت جڑ سے اکھاڑ دیئے۔
- مسئلۂ فلسطین کے سیاسی مستقبل کے حوالے سے فلسطینی قومی قوتوں نے خبردار کیا ہے کہ موجودہ صورت حال تاریخ کے خطرناک ترین مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ انہوں نے قومی اتحاد، جامع مکالمے، فلسطینی دھڑوں کی مشترکہ قیادت اور شفاف انتخابات کے انعقاد پر زور دیتے ہوئے صدر محمود عباس سے تمام فلسطینی جماعتوں کا ہنگامی اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ اسرائیلی جارحیت اور فلسطینی حقوق کو درپیش چیلنجوں کا مشترکہ حکمت عملی کے ذریعے مقابلہ کیا جا سکے۔
- دامون جیل میں قید فلسطینی خواتین نے شکایت کی ہے کہ سخت پابندیوں کے باعث اُنہیں نماز کے اوقات اور فجر کی اذان تک کا علم نہیں ہو پاتا، مختلف انسانی حقوق کی تنظیموں اور حماس نے قیدیوں پر مبینہ تشدد، طبی سہولیات کی کمی اور غیر انسانی سلوک پر عالمی برادری سے مؤثر مداخلت اور ذمہ داران کے احتساب کا مطالبہ کیا ہے۔ اسی دوران 14 ماہ بعد رہائی پانے والے فلسطینی صحافی مجاہد بنی مفلح کی جسمانی حالت نے قیدیوں کے ساتھ برتاؤ پر نئے سوالات اُٹھا دیئے ہیں۔
- اسرائیلی وزیر ایتمار بن گویر کے خلاف قانونی کارروائی کے مطالبات میں شدت آ گئی ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیم نے امریکی محکمۂ انصاف سے مطالبہ کیا ہے کہ نیویارک پہنچنے پر بن گویر کے خلاف نسل کشی پر اُکسانے، تشدد اور فلسطینی قیدیوں سے متعلق پالیسیوں کے حوالے سے فوجداری تحقیقات کر کے انہیں گرفتار کیا جائے۔
- قطر نے ایک مرتبہ پھر واضح کیا ہے کہ خطے میں پائیدار امن کا راستہ آزاد فلسطینی ریاست کے قیام سے ہو کر گزرتا ہے۔ قطری وزیر اعظم و وزیر خارجہ نے امید ظاہر کی کہ جاری سفارتی کوششیں فلسطینی عوام کے لیے مثبت نتائج کا باعث بنیں گی اور دو ریاستی حل کی راہ ہموار کریں گی۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **سعودی عرب: غسلِ کعبہ کی روح پرور تقریب:** مسجد الحرام میں آبِ زمزم اور عرقِ گلاب سے غسلِ کعبہ کی سالانہ تقریب خادم الحرمین الشریفین کی نیابت میں گورنر مکہ شہزادہ سعود بن مشعل کی موجودگی میں منعقد ہوئی جس میں سفارت کاروں، علماء اور او آئی سی کے نمائندوں نے شرکت کی۔ دوسری جانب راس تنورہ میں آرامکو کا ہیلی کاپٹر گرنے سے 14 افراد جاں بحق ہو گئے۔
- **امریکہ/ایران: مذاکرات پر متضاد دعوے، کشیدگی برقرار:** امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے دعویٰ کیا ہے کہ ایران نے مذاکرات کی درخواست کی ہے اور دوحہ میں بات چیت متوقع ہے، ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان اسماعیل بقائی نے کہا ہے کہ ایران اور امریکا کے درمیان اس وقت کسی حتمی معاہدے کے لیے مذاکراتی مرحلہ شروع نہیں ہوا۔ دونوں ممالک ابھی ایسے مرحلے میں داخل نہیں ہوئے جہاں کسی جامع یا حتمی معاہدے پر باقاعدہ بات چیت کی جا رہی ہو۔ امریکہ اور ایران کے درمیان حملوں اور جوابی دھمکیوں کا تبادلہ بھی جاری رہا، ٹرمپ نے مزید فوجی کارروائی کی دھمکی دی جبکہ ایران نے خطے میں مشترکہ سکیورٹی فریم ورک کی تجویز دی اور لبنان سے اسرائیلی انخلا پر زور دیا۔ بحرین کو اشتعال انگیزی سے باز رہنے کی وارننگ دیتے ہوئے وزیر خارجہ عباس عراقچی نے کہا ہے کہ مفاہمتی یادداشت پر نیک نیتی سے عمل کیا جا رہا ہے، کسی خلاف ورزی کی صورت میں فیصلہ کن اقدامات کیے جائیں گے۔ جبکہ بحرین نے ایرانی حملوں کی مذمت کرتے ہوئے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا ہے۔ جبکہ سپریم لیڈر مجتبیٰ خامنہ ای نے ایرانی شہریوں کے قتل کے مقدمات علاقائی اور عالمی عدالتوں میں لے جانے کا عندیہ دیتے ہوئے امریکا اور اسرائیل کے خلاف جنگی جرائم کی قانونی کارروائی کا حکم دیا ہے۔
- **بھارت: پاکستانی فضائی حدود میں داخل ہونے پر ایئر انڈیا کا پائلٹ برطرف:** بھارتی سول ایوی ایشن ریگولیٹری ادارے نے بتایا کہ قومی ایئر لائن ایئر انڈیا کے ایک پائلٹ کو اس وقت ڈیوٹی سے ہٹا دیا جب دہلی سے امرتسر جانے والی پرواز AI479 امرتسر ایئرپورٹ پر لینڈنگ کی تیاری کرتے ہوئے مختصر وقت کے لئے پاکستانی فضائی حدود میں داخل ہو گئی۔ ادھر امریکی تحقیقاتی ادارے کی رپورٹ کے مطابق مودی حکومت کی پالیسیوں کے تحت بنگالی مسلمانوں کو ملک بدر کرنے، اُن کے گھروں کو مسمار کرنے اور شہریت کے معاملات میں امتیازی اقدامات بڑھ گئے ہیں۔ برصغیر کے ممتاز عالم دین مولانا سید سلمان الحسینی ندوی 29 جون کو لکھنو میں 72 سال کی عمر میں انتقال کر گئے، اُن کی نماز جنازہ ملیح آباد میں ادا کی گئی۔
- **لبنان: اسرائیل سے معاہدے کیخلاف بڑے پیمانے پر مظاہرے:** اسرائیل سے معاہدے کیخلاف لبنان میں بڑے پیمانے پر مظاہرے شروع ہو گئے۔ شرکا حزب اللہ اور ایرانی پرچم لہراتے رہے۔ دوسری طرف اسرائیلی وزیر اعظم بنیامین نیتن یاہو نے اس معاہدے کو اسرائیل کی تاریخی کامیابی قرار دیتے ہوئے کہا کہ جنوبی لبنان میں سکیورٹی زون برقرار رہے گا اور یہ معاہدہ ایران اور حزب اللہ کے لیے دھچکا ہے۔
- **بنگلہ دیش: شیخ حسینہ نے وطن واپسی کا اعلان:** بنگلہ دیش کی سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ نے جلاوطنی کے دوران اعلان کیا ہے کہ وہ رواں سال ہر رکاوٹ عبور کرتے ہوئے وطن واپس آئیں گی۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر

شاندار صفائی، اُجلی دھلائی

کم مقدار، زیادہ صفائی

منفرد اور دیرپا خوشبو

رنگوں کی حفاظت

کپڑوں کی حفاظت

جلد کی حفاظت

DELIVERY
ALL OVER
PAKISTAN

میرا با اعتماد
انتخاب

شاندار صفائی

کم پیسے، زیادہ دھلائی

بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا

مہکتی خوشبو

JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan

For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.25

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore